خبر نامہ

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

50

سہ ماہی

اردو دنیا

نئی دہلی

جلد ایک — جولائی، اگست، ستمبر 1997 — شمارہ ایک

صدر دفتر
ویسٹ بلاک ا، ونگ 6
آر۔ کے۔ پورم
نئی دہلی 110066

ناشر [redacted]
گرین ہاؤس، دوسری منزل
نام پلی اسٹیشن روڈ
حیدر آباد 500002

31/ جولائی 97 کو دہلی اردو اکاڈمی نے ادیبوں، شاعروں اور دیگر دانشوروں کی ایک نشست منعقد کی اور برلا فاؤنڈیشن کی طرف سے "سرسوتی سمان" ملنے پر جناب شمس الرحمن فاروقی کو خراج تحسین پیش کی۔

تصویر میں میرؔ اور غالبؔ کے زیر سایہ، محترمہ جمیلہ فاروقی، جناب جوگندر پال اور پروفیسر شمس الرحمن فاروقی نظر آتے ہیں۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے ڈائرکٹر ڈاکٹر ایم حمید اللہ بھٹ۔ اردو ہندی تامل سہ لسانی لغت کے مرتبین کے ساتھ

اردو ہندی تامل سہ لسانی لغت کے مرتبین جناب نور احمد۔ شری سبرامنیم (پروفیسر شمیم حنفی) ڈاکٹر ایم۔ حمید اللہ بھٹ، اور ڈاکٹر کملا

National Council for Promotion of ... New Delhi
ACC No. 5154 ...
25/10/... 2010

سہ ماہی

اردو دنیا

دہلی

جلد اول۔ شمارہ اول

جولائی، اگست، ستمبر

۱۹۹۷

☆مدیر اعلیٰ

☆ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ

☆مدیران

انوار رضوی۔ بشیر احمد

فون: دہلی دفتر

6103381

6103938

6109747

فون: حیدر آباد برانچ

515139

☆ناشر: ڈائرکٹر

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت فروغ انسانی وسائل

محکمہ تعلیم۔ حکومت ہند

طابع: ڈائرکٹر

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت فروغ انسانی وسائل

محکمہ تعلیم۔ حکومت ہند

صدر دفتر: ویسٹ بلاک 1 ونگ 6

آر کے پورم، نئی دہلی

شاخ: گرین ہاؤس دوسری منزل

نام پلی اسٹیشن روڈ، حیدر آباد-2

اس شمارے میں

اداریہ 3

o اردو کا سفر۔ مرکزی بورڈ سے قومی اردو کونسل تک 5

o قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی تشکیل نو 10

o قومی اردو کونسل کی سرگرمیاں 11

o قومی اردو کونسل کے نئے ڈائرکٹر 11

o آزادی کی پچاس ویں سالگرہ

o قومی کونسل اور ذرائع ترسیل عامہ کا فروغ 12

o تصنیف و تالیف کے لیے مختصر رہنما اصول 13

o اصطلاح سازی کے لیے رہنما اصول 15

o مولانا آزاد کے خوابوں کی تعبیر۔ اردو انسائیکلو پیڈیا 16

o انسائیکلو پیڈیا سے کلیدی مضمون بطور نمونہ 19

o گلستان اردو کی سیر (معاصر اخبارات سے) 24

o نائب صدر نشین راج بہادر گوڑ کا گشتی مراسلہ 47

o اردو اکاڈمی اور دیگر رضاکار اداروں سے رابطہ 36

o بزم خیال۔ قارئین کے خطوط 37

o اعتراف، اعزاز، اکرام، استقبالیہ۔ 27

o وفیات 41

جامع
انگریزی۔ اُردو لُغت

حصہ اول۔ و۔ سویم

شائع ہوگئی

مرتبہ

کلیم الدین احمد

☆ محققین، مترجمین، دفتری اہل کاروں، اساتذہ، قانون دانوں، اہل علم و قلم، صحافیوں، طلبہ اور عام لوگوں کی روزمرہ ضروریات کے لیے یکساں افادیت کی حامل یہ انگریزی اُردو لُغت دو لاکھ سے زائد الفاظ و اصطلاحات و معانی کا احاطہ کرتی ہے۔

☆ یہ لغت دنیا کے کسی بھی موضوع پر انگریزی الفاظ کے اُردو مترادفات فراہم کرنے میں آپ کی مدد کرے گی۔

☆ تمام مروّج علوم و فنون سے متعلق انگریزی / اُردو الفاظ و اصطلاحات کا ایک جامع ذخیرہ۔

☆ مترادفات، محاورات اور تشریحات سے مزین اپنی نوعیت کی پہلی مستند، وقیع اور ضخیم لغت جو ویبسٹر کو بنیاد بنا کر تیار کی گئی ہے۔

☆ اردو زبان میں نئے سائنسی تصورات اور نئی علمی جہتوں کے اضافے کے ساتھ۔

☆ اکیسویں صدی کے علمی تقاضوں سے ہم آہنگ .. ..

☆ دو سو سے زائد سائنسی و سماجی علوم و فنون پر محیط۔ ....

☆ امریکی / برطانوی انگریزی کے الفاظ کی صراحت کے ساتھ ....

☆ قومی اردو کونسل کا ایک یادگار کارنامہ.. .... ایک تاریخی دستاویز

بڑا سائز ۹×۵ء۱۱۔ عمدہ کاغذ، بہترین طباعت... .... کمپیوٹر شدہ کتابت

مضبوط و مطلا جلد.. .... صفحات : حصہ اول (۱۲۱۷ قیمت ۴۰۰)، حصہ سوم (۱۰۹۱ قیمت ۲۰۰)۔

براہ راست طلب فرمائیں :

قومی اردو کونسل ۔ صدر دفتر : ویسٹ بلاک ۱، ونگ 6، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی 110066

شاخ : گرین ہاؤس، دوسری منزل، نام پلی اسٹیشن روڈ حیدر آباد 500002

اداریہ

یہاں کوتاہی ذوقِ عمل ہے خود گرفتاری　　جہاں بازو سمٹتے ہیں وہیں صیاد ہوتا ہے

زیرِ نظر شمارہ 1990 کے بعد "اردو دنیا" کا پہلا شمارہ ہے جو "قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان" کے قیام کے بعد شائع ہو رہا ہے۔ 1969 میں ترقی اردو بورڈ کی تشکیل ہوئی۔ 1973 کی 16 جون کو بیورو فار پروموشن آف اردو وجود میں آیا۔ اس کے ساتھ ہی اردو خبرنامہ اور انگریزی میں نیوز لیٹر (News Letter) کے نام سے دو رسالے ٹائپ کے حروف میں شائع ہونے لگے۔

حیات اللہ انصاری صاحب جب اردو بورڈ کے کل وقتی چیئرمین ہوئے تو انھوں نے "تصنیف و تالیف" سے خبرنامے کو موسوم کیا۔ 1980 سے "اردو دنیا" کے نام سے خبرنامے کا آغاز ہوا۔

اب قومی اردو کونسل کا خبرنامہ 20X30/8 سائز پر پورے طور پر کمپیوٹر شدہ پیش قارئین ہے۔

زیرِ نظر شمارے میں اپریل سے جون 1997 تک کے اردو بورڈ کے نشیب و فراز کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں گلستانِ اردو کی سرگرمیوں کو بھی زرِ گل سمجھ کر اردو دنیا کے صفحات میں سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔

"بیورو فار پروموشن آف اردو" نے اردو کی ہمہ جہت ترقی کے ناقابلِ فراموش کارنامے انجام دیے تھے۔ 1994 کو ترقی اردو بورڈ کا اختتام ہوا اور "قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان" کے نام سے سوسائٹی رجسٹر ہوئی جو ایک خود مختار ادارے کی حیثیت سے حکومت ہند کی وزارت فروغ انسانی وسائل کے محکمہ تعلیم کے تحت کام کر رہی ہے۔ یکم اپریل 1996 کی ایک صبح بیورو فار پروموشن آف اردو کو قومی اردو کونسل میں ضم کر دیا گیا۔ اس وقت بیورو کی ڈائرکٹرشپ کی زمام ڈاکٹر فہمیدہ بیگم کے ہاتھوں میں تھی۔ ان کی وظیفہ یابی کے بعد سنٹرل ہندی ڈائرکٹوریٹ کے ڈائرکٹر ڈاکٹر گنگا پرشاد ومل "قومی اردو کونسل" کے ناخدا بنے اور اب 12 جون 1997 سے پتوار مجھے سونپی گئی ہے۔

میری آمد تک "قومی اردو کونسل" عبوری دور کے کربِ تغیر کی لذت سے مخمور تھی لیکن سابق بیورو فار پروموشن آف اردو کے اربابِ کار جواب میرے رفیقِ کار ہیں کی ان تھک محنت کے نتیجے میں قومی اردو کونسل کے بال و پر نمایاں اور توانا ہوتے نظر آتے ہیں۔

مسرت ہے کہ مجھے نہ صرف دفتری رفیقانِ کار کا اعتماد اور خلوص حاصل ہے بلکہ اردو کاز کے لیے برسوں سے جنگ آزما، مجاہد آزادی، کونسل کے نائب صدر نشیں کامریڈ راج بہادر گوڑ کی پرجوش رہنمائی کا شرف بھی حاصل ہے۔

محکمہ تعلیم اور وزارت فروغ انسانی وسائل کے اربابِ حل و عقد کے علاوہ اربابِ علم و فن کے مختلف زمرے بھی تعاون فرما رہے ہیں۔

اردو زبان کے فروغ کے لیے بہت کچھ کرنا ہے۔ لیکن سب سے پہلے ضروری ہے کہ اس کے لیے ترجیحات طے کی جائیں خاص طور پر اردو کے رضاکار اداروں بہ شمول انجمن ترقی اردو اور اردو اکاڈمیوں سے، اردو تعلیم اور زبان کے فروغ کے لیے تعاون کی توقع ہے۔ اس لیے کہ یہی ادارے ہیں جو اپنی ریاستوں اور علاقوں میں اردو کو پروان چڑھانے کا تجربہ رکھتے ہیں۔

خدا کی ذات سے امید ہے کشتی ساحلِ مراد کو پہنچے گی۔

ڈاکٹر ایم۔ حمید اللہ بھٹ
(ڈائرکٹر، قومی اردو کونسل)

بچوں کیلئے ہماری چند مطبوعات

اردو کی کہانی

بچوں اور نوخواندہ بالغوں کے لئے مختصر لیکن بنیادی تاریخی معلومات پر مبنی پروفیسر احتشام حسین کی یہ کتاب اردو زبان وادب کے عہد بہ عہد ارتقا کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ کتاب 1956 میں پہلی بار شائع ہوئی اور اس قدر مقبول ہوئی کہ چند برسوں ہی میں اس کے آٹھ ایڈیشن شائع ہوگئے بیورو کا یہ ایڈیشن کتاب کے آٹھویں ایڈیشن پر مبنی ہے اس کی اہم خصوصیات یہ ہے کہ نہ صرف اب تک شائع شدہ تمام ایڈیشنوں کے مقابلے میں کتابت وطباعت کا بہتر معیار پیش کرتا ہے بلکہ اس میں اردو کے 61 مشہور ادیبوں اور شاعروں کی تصاویر بھی شامل ہیں۔

تصویروں سمیت 136 صفحات ڈیمائی سائز قیمت 6/25 روپے

کیمیا کی کہانی

اردو میں سائنسی موضوعات پر اعلیٰ اور علمی کتابوں کی کمی ہے بچوں اور عام قاریوں کے لئے آسان اور عام فہم زبان میں سائنسی معلومات پر مبنی کتابیں نہ ہونے کے برابر ہیں سید شہاب الدین دسنوی کی کتاب بڑی حد تک اس کمی کو پورا کرتی ہے۔ کیمیا کے رموز ونکات اور اہم سائنس دانوں سے متعلق مفید معلومات کو اس کتاب میں نہایت آسان اور عام فہم زبان میں پیش کیا گیا ہے۔

صفحات 128 باتصویر ڈیمائی سائز قیمت 7/50

ننھی جل پری

ہانس کرسٹیان اینڈرسن کی یہ تصنیف بچوں کے ادب میں کلاسیک کا درجہ رکھتی ہے۔ اردو کے مشہور افسانہ نگار ہرچرن چاولہ نے اسے براہ راست نارویجین زبان سے ترجمہ کیا ہے اردو میں انگریزی سے ترجموں کی تو ایک لمبی روایت رہی ہے مگر انگریزی کے علاوہ کسی اور مغربی زبان سے براہ راست اردو میں ترجمے شاذ ہی نظر آتے ہیں۔ اس لحاظ سے بیورو کی یہ کاوش اہم ہے۔ زبان سادہ اور سہل ہے۔ بچوں کیلئے شائع ہونے والی ہماری مطبوعات کی طرح کتابت جلی اور نمایاں ہے۔ اسکا پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے۔ بڑھتی مانگ کے پیش نظر دوبارہ شائع کی گئی ہے۔

صفحات باتصویر۔ ڈیمائی سائز قیمت 3/70

نورتن کہانیاں

اردو کی قدیم ادبی نثر کی تاریخ میں محمد بخش مہجور کی "نورتن" (تصنیف 1814) کو ایک اہم اور مرکزی مقام حاصل ہے "فسانۂ عجائب" سے بھی دس سال پہلے کی تصنیف ہونے کے باعث "نورتن" کی تاریخی اہمیت بھی ہے۔ "نورتن" کی کہانیوں میں انسانی زندگی کے مختلف تجربات اور پہلوؤں پر دلچسپ 'طنزیہ' مزاحیہ اور فکر انگیز انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے اپنے دقیق اور رنگین اسلوب کی بنا پر یہ کتاب عام پڑھنے والوں کی دسترس سے باہر تھی شمیم احمد نے اس کی 57 کہانیوں کو بچوں کے لئے موزوں اور عام فہم زبان میں لکھا ہے

صفحات باتصویر۔ ڈیمائی سائز قیمت 7/50

اردو کا سفر

مرکزی بورڈ سے قومی کونسل تک

گھروں میں استعمال کی جانے والی زبان میں اگر عصری علوم اور جدید حسیت کی حامل اطلاعات کا فقدان ہے تو اس زبان کے بولنے والوں کی معاشی اور سماجی ترقی محض ایک افسانہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور چونکہ ہندستان کی ہمہ جہت اور ہمہ گیر ترقی کا انحصار اس کے تمام باشندوں کی ترقی پر منحصر ہے۔ اس لیے اردو کو گھروں میں استعمال کرنے والوں کی معاشی اور سماجی ترقی کے لیے اردو کو ترقی دینا از بس ضروری ہے۔

مذکورہ بالا احساسات کا نہ صرف وزرا اعلیٰ کی وقتاً فوقتاً منعقدہ کانفرسوں میں بلکہ (23/ اپریل 1969 میں) ہندستانی یونیورسٹیوں کے شعبہ اردو کے صدور کی کانفرس اور ہندستان ریاستوں کے وزراء تعلیمات کی نئی دہلی میں منعقدہ کانفرس میں بھی، اظہار کیا گیا۔ اس کانفرس کی صدارت مرکزی وزیر تعلیمات پروفیسر وی ۔ کے ۔ آر۔ وی۔ راؤ نے کی تھی۔ اس کانفرس میں ایک تجویز منظور کر کے مرکزی حکومت سے کہا گیا کہ وہ اردو میں یونیورسٹی معیار کی تدریسی کتابوں کی تیاری (بہ شمول تالیف، ترجمہ، تصنیف اور طباعت واشاعت) کے لیے مرکزی بورڈ قائم کرے۔ دیگر لسانی ریاستوں میں بھی علاقائی زبانوں کی ترقی کے لیے اس طرح کے اوارے قائم کرنے کا فیصلہ پہلے ہی لیا جا چکا تھا۔

بین ریاستی زبان

مذکورہ بالا کانفرنس میں اردو کے تعلق سے مرکزی بورڈ کے قیام کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا گیا تھا کہ چونکہ اردو ایک بین ریاستی زبان ہے، اور یہ ہندستان کی اہم زبانوں میں ہے اور تمام فرقوں اور قوموں میں بلا امتیاز مذہب اور عقیدہ اس کا استعمال کیا جاتا ہے اس زبان کی ترقی اور اس میں عصری افکار و علوم کی فراہمی کی ذمہ داری مرکزی حکومت کو قبول کرنی چاہیے۔

یونیورسٹی سطح کی کتابیں

کانفرنس نے اپنی تجویز میں خاص طور پر اس پہلو پر زور دیا تھا کہ اردو میں یونیورسٹی معیار کی نصابی کتابوں کی تیاری کے معاملے کو اردو ذریعہ تعلیم کے اعلیٰ اواروں کے فقدان کے سوال سے مربوط کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ اگر اردو ذریعہ تعلیم کی یونیورسٹی نہیں ہے تو بھی یونیورسٹی معیار کی نصابی کتابوں اور حوالہ جاتی ادب کی تیاری اور طباعت کا کام جاری رکھا جائے۔ مقصد یہ تھا کہ آئندہ اگر اردو ذریعہ تعلیم کی یونیورسٹی قائم ہو تو مختلف موضوعات کی نصابی کتابوں کی ضرورت پوری کی جاسکے۔

ترقی اردو بورڈ

1969 میں مرکزی حکومت نے سرکلر نمبر 41/69IL II. کے ذریعہ ترقی اردو بورڈ قائم کیا ترقی اردو

بورڈ ایک مشاورتی کمیٹی تھی پروفیسر محمد مجیب (وائس چانسلر جامعہ ملیہ اسلامیہ) کو وائس چیئرمین اور وزیر تعلیم کو چیئرمین مقرر کیا گیا۔1974 میں بورڈ کی تشکیل نو ہوئی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر عبدالعلیم کو کل وقتی چیئرمین مقرر کیا گیا۔ جناب آنند نرائن ملا کو وائس چیئرمین بنایا گیا۔ فروری 76 میں پروفیسر عبدالعلیم کی وفات کے بعد حیات اللہ انصاری کو چیئرمین اور پروفیسر مسعود حسین خاں کو وائس چیئرمین بنایا گیا۔1978 میں حیات اللہ انصاری کے جانے کے بعد بورڈ کی تشکیل نو ہوئی اور کل وقتی چیئرمین کی جگہ پھر سے مرکزی وزیر تعلیمات کو چیئرمین بنایا گیا۔ پروفیسر آل احمد سرور نائب چیئرمین مقرر ہوئے۔

اردو سیل

ترقی اردو بورڈ کے مشوروں اور سفارشوں پر عمل آوری کے لیے مرکزی ہندی ڈائرکٹوریٹ میں ایک اردو سیل قائم کیا تھا۔ جس میں زیادہ تر ہندی ڈائرکٹوریٹ کا اردو جاننے والا عملہ کام کر رہا تھا۔

ترقی اردو بیورو

16 جون 1973 کو ترقی اردو بیورو کے نام سے ایک الگ دفتر قائم کیا گیا۔ 5 نومبر 1975 کو اسے ایک ماتحت سرکاری ادارے کا درجہ دیا گیا۔

14 جنوری 1980 میں شمس الرحمان فاروقی اس کے پہلے ڈائرکٹر مقرر ہوئے اور اسی سال 27 اکتوبر 80 میں بیورو کو ایک مستقل دفتر کا درجہ مل گیا۔

ترقی اردو بورڈ کے قیام کے وقت اس کے مندرجہ ذیل مقاصد تھے۔

(۱) سائنس، عصری علوم اور اس کی دیگر شاخوں، اور خاص طور پر بچوں کے ادب، حوالہ جاتی ادب مثلاً انسائیکلو پیڈیا بنیادی متون، وغیرہ کی تیاری اور طباعت۔

(۲) مرکزی سرکار کے سامنے اردو کی ترقی کے لیے تجاویز اور سفارشات پیش کرنا۔

(۳) اردو کی ترقی کے لیے دیگر ایسے کام جو سرکار اس کے سپرد کرے۔

1969 سے 1983 تک ترقی اردو بورڈ اور اس کا دفتر ترقی اردو بیورو تیزی سے ترقی کی سمت گامزن رہا۔

1981-82 کی بجٹ تقریر میں مرکزی وزیر تعلیم نے مرکزی اردو انسٹی ٹیوٹ کے قیام کا منشا ظاہر کیا اور اس کے لیے رقم مختص کی۔ 16 مئی 1981 میں شمس الرحمان فاروقی اپنے محکمہ ڈاک و تار میں واپس چلے گئے ان کے بعد 1984 میں جناب شہباز حسین پرنسپل پبلی کیشن آفیسر کا عہدہ چھوڑ کر وزارت اطلاعات و نشریات میں بحیثیت جائنٹ ڈائرکٹر واپس چلے گئے 16 مئی 1981 سے شری کے۔ کے۔ کھلر ڈائرکٹر مقرر ہوئے۔

جولائی 1982 میں ڈاکٹر فہمیدہ بیگم کو ڈائرکٹر کے عہدہ کے لیے چنا گیا۔

1969 سے 1984 تک ترقی اردو بورڈ کے مشوروں کے مطابق ترقی اردو بیورو مندرجہ ذیل پروگرام، پراجیکٹ، اسکیم پر کام کر رہا تھا۔

پروگرام نمبر ۱۔ کتابوں کی تیاری طباعت اور اشاعت کا پروگرام

اس پروگرام کے تحت مندرجہ ذیل موضوعات پر 20 پینلوں کے تحت کتابوں کی تالیف ترجمہ اور طبع زاد تصنیف کا کام ہو رہا تھا۔

(۱) زراعت اور نباتات
(۲) بشریات اور سماجیات
(۳) کیمیا
(۴) بچوں کا ادب اور مقبول عام سائنسی ادب
(۵) کامرس اور معاشیات
(۶) تعلیمات
(۷) انجینئرنگ اور ٹکنالوجی
(۸) جغرافیہ اور ارضیات
(۹) تاریخ
(۱۰) قانون
(۱۱) لائبریری سائنس
(۱۲) لسانیات
(۱۳) بنیادی اردو متون، اور تنقید
(۱۴) ریاضیات اور شماریات
(۱۵) فلسفہ اور نفسیات
(۱۶) طبعیات
(۱۷) پولٹیکل سائنس
(۱۸) یونانی ادویہ
(۱۹) مغربی ادویہ اور بائیو کیمیکل سائنس اور
(۲۰) حیاتیات۔

حسب بالا موضوعات پر مقررہ پینل میں متعلقہ موضوع کے ماہرین اردو زبان میں دستیاب، اور عدم دستیاب کتابوں کو پیش نظر رکھ کر تصنیف تالیف اور ترجمہ کے لیے عنوانات کا انتخاب کرتے تھے اور اس کے ترجمہ تالیف تصنیف اور تعین قدر کے لیے ماہرین کے نام تجویز کرتے تھے۔ بیورو کا تکنیکی اور علمی ماہرین پر مشتمل عملہ ان کی مدد کرتا تھا۔

1984 تک 450 عنوانات پر مشتمل کتابیں شائع ہو چکی تھیں۔ 572 عنوانات کے تحت مختلف موضوعات پر کام جاری تھا۔

پروگرام نمبر ۲۔ اردو ذریعہ تعلیم کے اسکولوں اور کالجوں کے لیے نصابی کتابوں کی فراہمی۔

اس پروگرام کے تحت بیورو ابتداء سے ہی نصابی کتابوں کے ترجمہ، تیاری، طباعت، اشاعت اور فروخت کا کام انجام دیتا رہا ہے۔

شروع میں نصابی کتابوں کی تیاری کے لیے تمام کام خود انجام دیتا تھا بعد میں NCERT کا تعاون بھی حاصل کیا گیا۔ ابھی تک لگ بھگ 150 عنوانات کے تحت NCERT کی کتابیں بیورو ترجمہ کرا چکا ہے۔ ان کتابوں کی طباعت اشاعت اور فروخت کا کام خود NCERT انجام دیتا ہے۔

آندھرا پردیش میں ڈگری سطح تک طلباء کے لیے مختلف موضوعات پر نصابی کتابیں فراہم کرنے کے لیے

بیورو ان کے ترجمہ طباعت اور فروخت کا کام کرتا رہا ہے اس کام میں بیورو کو انجمن ترقی اردو حیدر آباد کا تعاون حاصل رہا۔ 1988 میں بیورو کی ایک شاخ حیدر آباد میں قائم کردی گئی ہے۔

ابتدا دہلی انتظامیہ کے لئے بھی نصابی کتابیں بیورو فراہم کرتا تھا۔

پروگرام نمبر ۳۔ اردو اصطلاح سازی

جب تک اردو میں مناسب اور موزوں علمی اور سائنسی اصطلاحات دستیاب نہ ہوں گے جدید علوم اور خاص طور پر نصابی کتابوں کی تصنیف اور ترجمہ کی راہ ہموار نہ ہوگی لہذا ترقی اردو بیورو نے بورڈ کے مشورے پر نہ صرف اصطلاحات کو جمع کیا بلکہ 20 موضوعات پر اصطلاح سازی کے کام کے لیے ماہرین پر مشتمل کمیٹیاں مقرر کیں۔

ابھی تک مندرجہ ذیل موضوعات کی اصطلاحات شائع ہو چکی ہیں۔

(۱) فرہنگ اصطلاحات انسانیات
(۲) فرہنگ اصطلاحات حیوانیات
(۳) فرہنگ اصطلاحات ریاضیات
(۴) فرہنگ اصطلاحات فلسفہ، نفسیات اور تعلیم
(۵) فرہنگ اصطلاحات کیمیا
(۶) فرہنگ اصطلاحات لسانیات
(۷) فرہنگ اصطلاحات معاشیات
(۸) فرہنگ اصطلاحات نباتیات
(۹) فرہنگ تاریخ وسیاسیات

ان کے علاوہ لائبریری سائنس اور جغرافیہ کی اصلاحات زیر طباعت ہیں۔

ارضیات، ترسیل عامہ، اور زراعت کی اصطلاحات تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں۔

مذکورہ اصطلاحات متعلقہ علوم اور اردو زبان کے ماہرین کے علاوہ بیورو کے تکنیکی عملہ کی کوششوں کی رہین منت ہیں۔ تقریباً دو لاکھ اصطلاحات کو ترقی اردو بیورو قطعی شکل دے چکا ہے۔

حسب بالا پروگراموں کے علاوہ حسب ذیل پراجیکٹ پر بھی کام ہو رہا ہے۔

ا۔ انسائیکلوپیڈیا :۔

کسی بھی زبان کے بولنے والوں کی سماجی معاشی اور علمی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ ان کی مادری زبان میں حوالہ جاتی کتابیں مثلاً انسائیکلوپیڈیا (مخزن علوم) لغات اور فرہنگ فراہم کی جائیں۔ لہذا ترقی اردو بیورو نے بھی اردو انسائیکلو پیڈیا کا پراجیکٹ بنایا یہ پراجیکٹ ابوالکلام آزاد اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدر آباد کے حوالے کیا گیا تھا تفصیلی مقالے اور مختصر اندراجات مختلف علوم کے ماہرین نے سپرد قلم کئے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا معروف بہ مخزن علوم کولمبیا انسائیکلوپیڈیا کے خطوط پر تیار کیا گیا ہے۔ البتہ جہاں ضروری ہوا ترمیم و اضافہ کر کے اہل اردو کے مزاج اور ضرورت کے مطابق بنایا گیا ہے۔

یہ مخزن علوم ۱۲ جلدوں پر مشتمل ہے اس کی ابتدائی

چار جلدیں سائنسی بشریاتی علوم کی مبادیات پر روشنی ڈالتی ہیں باقی آٹھ جلدوں میں اجمالی مضامین ہیں جو تقریباً تمام علوم کی شاخوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔

پہلی جلد آثار قدیمہ، انجینئرنگ، ارضیات اور ادبیات کے بارے میں ہے۔ ان میں کلیدی مبادیاتی مضامین ہیں۔

دوسری جلد میں حیاتیات ، تعلیم ، جغرافیہ ، جنگلات، اسلامی تاریخ ، ہندستانی تاریخ ، عالمی تاریخ اور حیوانیات سے متعلق مبادیاتی مضامین ہیں۔

تیسری جلد میں ، زراعت ، ریاضیات ، ادویہ ، طبیعات ، فلسفہ ، نفسیات ، پولیٹیکل سائنس، سماجیات سے متعلق مبادیاتی مضامین ہیں۔

چوتھی جلد میں فلکیات ، فنون، قانون ، کیمیا لائبریری سائنس، مذاہب، معاشیات، معدنیات، نباتات نشرواشاعت اور نظم و نسق سے متعلق کلیدی، مضامین ہیں۔

مخزن علوم میں مناسب اور بر محل نقشے، خاکے اور تصاویر وغیرہ بھی شامل ہیں۔

مخزن علوم کا کام 1973 میں شروع ہوا تھا۔ مسلم یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر پروفیسر فضل الرحمان مخزن علوم کے ایڈیٹران چیف اور پروفیسر ایم۔ اے خسرو ادارتی بورڈ کے صدر ہیں۔

ان کے علاوہ ملک بھر کے مختلف صاحبان علم و فن کی خدمات بھی حاصل کی گئی تھیں۔ انسائیکلوپیڈیا کی پہلی اور دوسری جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

پراجیکٹ نمبر ۲۔ لغات : ، انگریزی اردو لغت

زبان کی ترقی میں لغات ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں خاص طور پر چونکہ انگریزی ہمارے ملک میں اور عالمی سطح پر بھی نئے علوم وفنون اور خاص طور پر مشین کاری کے علوم کی تکنیکی اصطلاحات کے وافر ذخیرے کی حامل ہے، اس لیے انگریزی اردو لغت کی شدید ضرورت تھی۔

انگریزی سے اردو اور اردو سے انگریزی لغات کی اردو میں کمی بلکہ فقدان ہے۔ لہٰذا انگریزی سے اردو لغت کی تیاری کی ذمہ داری بیورو کے سپرد کی گئی یہ لغت پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اس کی تیاری کی نگرانی پروفیسر کلیم الدین احمد کے سپرد کی گئی تھی ہر ایک جلد تقریباً 40 ہزار اندراج پر مشتمل ہے۔ پروفیسر کلیم الدین احمد نے ہر لفظ کا تلفظ بھی بین قومی صوتیاتی علامت کی صورت میں مہیا کیا تھا جو ابھی تک کسی انگریزی اردو لغت میں فراہم نہیں کیا گیا مگر اشاعتی دشواریوں سے اسے حذف کرنا پڑا۔ قدرے ترمیم و اضافے کے بعد بیورو دو جلدیں شائع کر چکا ہے۔

پراجیکٹ نمبر ۳۔ اردو سے انگریزی لغت

یہ لغت بھی پانچ جلدوں پر مشتمل ہو گی اور اس کا کام انگریزی اردو لغت کی تکمیل کے بعد شروع ہو گا۔

اب جب کہ انگریزی اردو لغت مکمل ہو چکا ہے اور اس کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں تو توقع ہے بیورو (جو اب قومی کانسل برائے فروغ اردو زبان سے موسوم ہے) اس پراجیکٹ پر جلد ہی کام شروع کرے گا۔

(باقی صفحہ 33 پر)

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی تشکیل نو

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے نام سے ایک خود مختار ادارہ 20 جون 1994 کو سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ ہوا۔ اور حکم نامہ مورخہ 4 اکتوبر 1994 کے تحت مذکورہ کونسل قائم ہوا۔

یکم اپریل 1996 سے بیورو فار پروموشن آف اردو کو جو مرکزی سرکار کا ایک ماتحت ادارہ تھا قومی کونسل برائے فروغ اردو میں ضم کر دیا گیا۔

بربنائے عہدہ مرکزی وزیر برائے فروغ انسانی وسائل اردو کونسل کے صدر نشین ہوتے ہیں۔

پہلے نائب صدر نشین جناب عزیز قریشی تھے۔

دوسرے نائب صدر نشین جناب شاہد صدیقی تھے اور اب یکم اکتوبر 1996 سے تیسرے اور موجودہ نائب صدر نشین ڈاکٹر راج بہادر گوڑ کی رہنمائی میں اردو کونسل رواں ہے۔

اردو کونسل کے دیگر ممبران کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نائب صدر نشین

اردو کی رضا کار تنظیموں کے نمائندے کی حیثیت سے مندرجہ ذیل اصحاب کو نامزد کیا گیا۔

محترم راجندر ملہوترا۔ حیدر آباد
پروفیسر جگن ناتھ آزاد۔ جموں
ڈاکٹر لئیق صالحہ۔ گلبرگہ۔ کرناٹک

اردو کے مقتدر عالم کی حیثیت سے مندرجہ ذیل ارباب علم کو نامزد کیا گیا ہے۔

محترمہ جیلانی بانو۔ حیدر آباد
جناب ایس کے گلاٹی (آزاد گلاٹی)۔ نابھا پنجاب
پروفیسر ملک زادہ منظور احمد۔ لکھنؤ
ڈاکٹر گوپی چند نارنگ۔ دہلی
پروفیسر عبدالمغنی۔ بہار
پروفیسر نظام الدین ایس گوریکر۔ مہاراشٹر

اردو کی ترقی سے دلچسپی رکھنے والی معروف عوامی شخصیت کی حیثیت سے مندرجہ ذیل اشخاص کو نامزد کیا گیا ہے۔

جناب شاہد صدیقی۔ دہلی
جناب ابوالفیض سحر۔ دہلی
جناب کشمیری لال ذاکر۔ ہریانہ
محترمہ سلمیٰ صدیقی۔ بمبئی
جناب اے ایس ملیح آبادی۔ مدیر آزاد ہند۔ کلکتہ
جناب مجتبیٰ حسین۔ دہلی

قابل لحاظ اردو آبادی کی حامل ریاستوں اور علاقوں کے نمائندوں کی حیثیت سے مندرجہ ذیل حضرات کو رکن نامزد کیا گیا ہے۔

پروفیسر محمد زماں آزردہ۔ کشمیر
جناب سید منظور احمد' صدر شعبہ اردو جے ایس کالج میسور
جناب سید اعظم حسین۔ قومی تنظیم۔ بہار
پروفیسر سیدہ سیدین۔ دہلی

یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کے نمائندے کی حیثیت سے
پروفیسر ایس ایم ایچ رضوی۔ الہ آباد۔

ہندوستانی کونسل برائے ثقافتی تعلقات کے نمائندے کی حیثیت سے جناب ایس جی اے نقوی۔ دہلی رکن نامزد ہوئے ہیں۔

علاوہ ازیں این سی ای آر ٹی CSIR, CHD وغیرہ کے کے نمائندے بھی کونسل کے رکن ہیں۔

قومی اردو کونسل کے نئے ڈائرکٹر۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ نے ۱۲/ جون ۷ ۹۹ ۱ء سے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے نئے ڈائرکٹر کا عہدہ سنبھال لیا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ تعلیمی انتظام کار کی حیثیت سے ممتاز مقام پر فائز ہیں وہ کشمیر یونیورسٹی اور جامعہ ہمدرد میں رجسٹرار کے عہدے پر رہ چکے ہیں اور ان اداروں کو ترقی دینے کی وجہ سے تعلیمی حلقوں میں بہ نظر تحسین دیکھے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر حمید اللہ بھٹ قومی اردو کونسل کی ہمہ جہت ترقی کے ساتھ ساتھ اسے ایسا ادارہ بنانا چاہتے ہیں جو اردو اور اقلیتی تعلیم کے شعبوں میں سرگرم تمام اداروں، رضاکار تنظیموں اور کاوشوں کو مربوط و مستحکم اور نتیجہ خیز بنانے کی کوشش کرے۔ اس مقصد کے لیے وہ اردو اکاڈمیوں رضاکار اداروں خاص طور پر انجمن ترقی اردو ہند سے تعاون کی توقع کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ کی تقرری کے لئے ممتاز ماہرین علم و ادب پر مشتمل چھ رکنی تلاش کمیٹی نے سفارش کی تھی۔

آزادی کی 50ویں سالگرہ کے موقع پر

آزادی کی 50ویں سالگرہ کی تقریبات کا سلسلہ پورے سال جاری رہے گا۔ اردو کونسل اس دوران کئی تقریبات منعقد کریگی عالم گیر سطح کا ایک سمنار مندرجہ ذیل عنوان کے تحت تقریباً دسمبر 97 میں منعقد ہوگا۔

[illegible] کے خلاف [illegible] جدوجہد میں اردو کا حصہ

سمنار میں پیش ہونے والے مقالات کا انتخاب "فکر و تحقیق" میں شائع کیا جائے گا۔

جن ریاستوں میں اردو اکاڈمیاں سرگرم عمل ہیں ان سے درخواست ہے کہ اپنی ریاست میں اردو کے جن اخبارات یا ادیبوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا ہو، تکلیفیں اٹھائی ہوں۔ دار و رسن سے گزرے ہوں تو ان کے بارے میں ہمیں مقالے ارسال کرنے کی زحمت کریں کیونکہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان آزادی کی 50ویں سالگرہ کے موقع پر دو جلدوں پر مشتمل ایک کتاب بھی شائع کریگی جسکا عنوان مندرجہ ذیل ہے۔

ہندوستان کی جدوجہد آزادی میں اردو کا حصہ

اردو بڑی لسانی اقلیتی زبان ہے جو ہندوستان کے تقریباً ہر ریاست میں بولی جاتی ہے۔ اور اس کی ترقی کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں کے علاوہ مرکزی سرکار پر بھی ہے۔ اس لیے کونسل مرکزی سرکار کے نمائندے کی حیثیت سے ریاستوں میں اردو کی ترقی اور اردو اکاڈمیوں سے رابطہ اور کہیں ضرورت ہو تو ان کی مدد کرنے کی پابند ہے۔ اکاڈمیوں سے بھی درخواست ہے مشترکہ کاز کیلئے دست تعاون بڑھائیں۔

قومی اردو کونسل اور ذرائع ترسیل عامہ Mass Media کا فروغ

عصر حاضر کو ذرائع ترسیل عامہ کے عہد سے موسوم کیا جاتا ہے۔اس کی برکت ہے کہ وسیع دنیا ایک خاندان بن گئی ہے۔ اردو اخبارات و رسائل اور بصری و سماعی ذرائع ترسیل عامہ ہندستان قومی پریس اور ماس میڈیا کے اہم جزو۔ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کمپیوٹر اور انٹر نیٹ نے اردو ترسیل عامہ کی سست گامی کو حیرت انگیز انقلاب سے دو چار کر دیا ہے۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے کمیٹی برائے فروغ صحافت اور کمیٹی برائے فروغ ٹیلی پرنٹر کی تشکیل کی ہے اس پروگرام کی پیش رفت کی غرض سے نئے ڈائریکٹر نے دفتر آنے کے چند ہی دنوں بعد یو این آئی کی اردو سروس کے ذمہ داروں سے ملاقات کی اور اردو اخبارات کو بہتر سہولیات فراہم کرنے ، یو این آئی کی اردو سروس کی فراہمی پر اخبارات کو ۵۰ فیصد کی راست مالی مدد دینے اور دیگر متعلقہ مسائل مثلاً UNI کی اردو سروس کو بہتر اور مفید بنانے پر بات چیت کی۔ DAVP سے اردو اخبارات کو زیادہ اشتہارات دلانے ، اور اردو اخبارات کی ہم جہت ترقی اور دیگر مسائل پر غور و فکر کرنے کے لیے قومی کونسل نے 12 اگست کو کمیٹی برائے فروغ صحافت اور کمیٹی برائے فروغ ٹیلی پرنٹر کی میٹنگ بلائی ہے۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے نہ صرف پرنٹ میڈیا یعنی اخبارات ، ٹیلی پرنٹر وغیرہ کی بہتری کا منصوبہ بنایا ہے بلکہ سماعی اور بصری ذرائع ترسیل یعنی Mass Communication (ایڈیو ٹیلی ویژن، فلم وغیرہ کے واسطے سے روزی حاصل کرنے والے اردو مصنفین ، طالب علم ، مکالمہ نگار ، کہانی کار اور اشتہار نویس کی تربیت کا بھی منصوبہ باندھا ہے۔

صحافتی پینل

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ، صحافت کی ترقی اور ترویج کے لیے پہلے سے ہی کتابیں ترجمہ ، تالیف اور تصنیف کرنے کے منصوبے پر کام کر رہی ہے اس سلسلے میں کئی کتابیں مثلاً رہنمائے اخبار نویسی ، اردو ، ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں (ترسیل اور ابلاغ کی زبان کی حیثیت سے) شائع ہو چکی ہیں۔

ذرائع ترسیل عامہ کی فرہنگ اصطلاحات

قومی اردو کونسل ذرائع ترسیل عامہ اور صحافت کے لیے فرہنگ اصطلاحات بھی تیار کر رہی ہے اس غرض سے جو پینل بنا ہے اس میں سماعی و بصری واسطے ریڈیو ، ٹیلی ویژن اور صحافت کے ماہرین اور زبان کے ماہرین پر مشتمل افراد معروف کار ہیں۔اس کی تین میٹنگیں ہو چکی ہیں۔

جن ریاستوں میں اردو اکاڈمیاں سرگرم عمل ہیں ان سے درخواست ہے کہ انکی ریاست میں اردو کے جن ادیبوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا ہو ، تکلیفیں اٹھائی ہوں ان کے بارے میں ہمیں مقالے ارسال کرنے کی زحمت کریں

تصنیف وترجمے کے لیے مختصر رہنما اصول

۱۔ عبارت کا لفظی ترجمہ کرنے کے بجائے حتی الامکان اس کا مفہوم اپنی زبان میں ادا کر دیا جائے۔ صرف و نحو ایسا ہو جو اردو زبان سے تعلق رکھتا ہو نہ کہ انگریزی یا اس زبان سے مطابقت رکھتا ہو جس سے ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ بالفاظ دیگر جملوں اور فقروں کی بناوٹ اردو اصولوں اور مزاج سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔

۲۔ اگر اصل تصنیف ہے تو اس کی عبارت ممکن حد تک آسان اور عام فہم ہو۔

۳۔ ترجمہ ہو یا تصنیف، اصطلاحات حتی الامکان وہ استعمال کیے جائے جو مروج ہیں اور بیورو کے منظور کردہ ہیں۔

۴۔ عبارت ٹکسالی ہونا چاہیے۔ غیر ضروری عربی، فارسی الفاظ سے گریز کیا جائے اردو کے مقامی محاورے یا الفاظ اس وقت استعمال کیے جائے جب وہ بالکل ناگزیر ہوں۔

۵۔ جملوں میں ربط اور تسلسل کا خاص خیال رکھا جائے۔ اگر ترجمہ ہے تو اصل زبان کی عبارت کو ضرورت کے تحت ایک جملے کے بجائے کئی جملوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس طرح اگر اصل زبان میں پیراگراف لمبا ہے تو اس کو بھی کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۶۔ ایک پیراگراف میں ایک ہی خیال، یا خیال کا ایک ہی پہلو ادا کیا جائے تاکہ پیراگراف کی طوالت زیادہ نہ ہو۔

۷۔ اردو لفظ کے ساتھ قوسین میں انگریزی لفظ اس وقت لکھا جائے جب اس کے تلفظ یا مفہوم کے نہ سمجھ میں آنے کا اندیشہ ہو۔ انگریزی الفاظ کا تلفظ (اگر وہ اردو میں لکھے جا رہے ہیں) آکسفورڈ لغت کے مطابق ہونا چاہیے۔ انگریزی ناموں کا مروج املا لکھا جائے۔ اگر کوئی مروج املا نہیں ہے تو کسی مستند لغت (مثلاً ڈینیل جونز کی English Pronouncing Dictionary میں تلفظ دیکھ کر مناسب املا اختیار کیا جائے۔

۸۔ اگر کوئی تلفظ کسی خاص سیاق و سباق میں استعمال ہوا ہے تو اس لفظ کو ان تمام سیاق و سباق میں استعمال کرنا چاہیے۔ مثلاً فکشن Fiction کے لیے افسانہ یا الکٹری سیٹی Electricity کے لیے برق لکھا گیا ہے، تو پھر ہر جگہ اس مفہوم کے لیے وہی لفظ رکھا جائے۔

۹۔ اگر کسی اردو لفظ کے برابر قوسین میں انگریزی لفظ ایک بار استعمال کر لیا گیا ہے تو ضرورت نہیں کہ ہر جگہ اس کے آگے انگریزی لفظ لکھا جائے۔ وہاں اگر اردو لفظ دوسری بار کسی اور انگریزی معنی میں استعمال ہو رہا ہے تو وہاں پر انگریزی لفظ کو قوسین میں دینا ضروری ہے۔

۱۰۔ تمام اعداد، ہندسے اور سنہ بین الاقوامی گنتی میں لکھی جائیں۔

۱۱۔ عبارت میں ضروری علامات اوقاف مثلاً کاما (،) ڈیش (۔) ضرور استعمال کیے جائیں۔

۱۲۔ اگر اقتباس کو دو کاما کے درمیان دینا ہے تو اقتباس عبارت کے اندر ہونا چاہیے اگر اقتباس الگ سے دیا جاتا ہے تو اسے صفحے پر دونوں طرف تھوڑی جگہ چھوڑ کر اس طرح لکھا جائے کہ وہ اقتباس معلوم ہو۔

۱۳۔ جہاں جہاں مکالمہ ہے اسے عبارت کے اندر نہیں بلکہ صفحے پر دو کاما کے درمیان صاف صاف لکھا جائے۔

۱۴۔ کتابوں کے نام دو کاما کے درمیان لکھے جائیں۔

۱۵۔ ترجمہ ہو یا تصنیف، منشایہ ہونا چاہیے کہ قاری عبارت کا مفہوم غیر ضروری کوشش کے بغیر سمجھ لے۔ لہٰذا اسلوب حتی الامکان غیر پیچیدہ ہونا چاہیے۔

۱۶۔ تحشیے صفحہ کے نیچے دینے کی بجائے باب کے اختتام پر دیے جائیں۔

۱۷۔ اگر عبارت میں کسی نقشے یا تصویر وغیرہ کا لگانا ضروری ہے تو اس کے لیے مناسب جگہ یا ضرورت ہو تو پورا صفحہ خالی چھوڑ دیا جائے۔

۱۸۔ مسودہ فل اسکیپ 4/(17X27) کاغذ پر ورق کے ایک طرف لکھا جانا چاہیے۔

۱۹۔ مسودہ صاف ستھرا ہو، ہر صفحے پر ایک تہائی حاشیہ چھوڑ دیا جائے اور عبارت ایک سطر چھوڑ کر لکھی جائے۔

۲۰۔ املا کے اصولوں میں حتی الامکان بیورو کے شائع کردہ "املا نامہ" کی پابندی کی جائے

فرہنگ آصفیہ، مولفہ : سید احمد دہلوی

یہ اردو زبان کی وہ مشہور اور مستند لغت ہے جو برسوں سے نایاب تھی۔ اس لغت میں عربی، فارسی، ترکی، ہندی، سنسکرت اور انگریزی کے وہ الفاظ شامل ہیں جو اردو زبان کا جزو بن چکے ہیں۔ اس کی کچھ اہم خصوصیات یہ ہیں۔

۱۔ عدالتی الفاظ
۲۔ بیگماتی محاورات
۳۔ اہل پیشہ واہل حرفہ کی ضروری اصطلاحات
۴۔ داخل روزمرہ ضرب الامثال
۵۔ اشارات وکنایات
۶۔ تاریخی واقعات
۷۔ مناسب حال مادے
۸۔ علم زبان کے رموز ونکات
۹۔ اردو صرف ونحو کے قاعدے
۱۰۔ ملک کی متداولہ رسمیں
۱۱۔ قدیم وجدید تحقیقات کے اختلافات مع نظائر
۱۲۔ نظم ونثر میں لفظوں کے کثیر المعانی استعمال کی مثالیں اور وجہ تسمیہ۔
۱۳۔ تمام اولیا اور فقرائے ہند کے اسمائے گرامی مع حالات
۱۴۔ علمائے کرام کے نام اور مختصر سوانح حیات

قیمت : (مکمل تین جلدیں) ۵۰۰ روپے

اصطلاح سازی کے لیے رہنما اصول

ترقی اردو بیورو نے اصطلاح سازی کے لیے حسب ذیل رہنما اصول وضع کیے ہیں۔ حتی الامکان بیورو کی اصطلاح ساز کمیٹیاں ان کو پیش نظر رکھتی ہیں۔ یہ اصول ان تمام حضرات کے لیے بھی مفید ہیں جو اردو میں اصطلاح سازی کے کام میں معروف ہیں یا ترجمہ کرتے وقت انھیں اصطلاح کے ترجمے کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۱) ایسی اصطلاحوں کو ترجیح دی جانی چاہیے جو مروج یا مقبول ہو چکی ہوں۔ چاہے ان میں کوئی لسانی یا معنوی سقم ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) اگر کوئی اصطلاح ایک سے زائد معنوں میں مستعمل ہے تو ایسی صورت میں اس کے مختلف مفاہیم کو علیحدہ علیحدہ الفاظ و اصطلاح سے واضع کیا جانا چاہیے۔

(۳) اصطلاحوں اور عام الفاظ میں فرق کیا جانا چاہیے عام الفاظ کو فرہنگ میں شامل نہیں کیا جانا چاہیے۔

(۴) کون سا لفظ اصطلاح ہے اور کون سا محض ایک عام لفظ اس کا فیصلہ مضمون کے ماہرین کی رائے اور حسب ضرورت معیاری انگریزی لغات کی مدد سے کیا جانا چاہیے۔ اگر ایسی لغت / لغات میں کسی لفظ کے کوئی خاص معنی یہ کہہ کر دیے گئے ہیں کہ یہ معنی کسی فن یا کسی علم سے مخصوص ہیں، تو اس فن یا علم کے مقاصد کے لیے اس لفظ کو اصطلاح تصور کیا جائے گا۔

(۵) جہاں تک ممکن ہو سکے، ایک اصطلاح کا ایک ہی اردو متبادل دیا جائے، بشرطیکہ وہ اصول نمبر ۲ کی ذیل میں نہ آتا ہو۔

(۶) جہاں تک ممکن ہو سکے، اصطلاح یک لفظی ہونی چاہیے ناگزیر صورتوں میں یہ دو لفظی بھی ہو سکتی ہے۔ ایسی اصطلاحیں کم سے کم وضع کی جائیں جو دو سے زائد الفاظ پر مشتمل ہوں۔

(۷) ہندی اصطلاحوں کے اختیار کرنے کو (اگر ایسی اصطلاحیں اردو میں بہ آسانی تلفظ اور تحریر کی جا سکتی ہوں) عربی اصطلاحوں کے اختیار کرنے پر مراجع سمجھا جائے۔

(۸) اگر کسی اصطلاح کو ایک سے زائد الفاظ کے ذریعے ادا کرنے کی ضرورت پیش آئے تو حسب ذیل ترکیبات کو نیچے دی ہوئی ترتیب کے اعتبار سے ترجیح دی جائے گی۔

(الف) وہ ترکیبات جن میں اضافت یا حرف ربط و جار کی قسم کے الفاظ و علامات نہ ہوں۔

(ب) وہ ترکیبات جن میں یائے نسبتی ہو۔

(ج) وہ ترکیبات جن میں اضافت ہو (بشرطیکہ اگر ان میں ایک سے زائد اضافتیں ہوں تو ان میں کم سے کم ایک کو۔ کا، کی، کے، سے بدل دیا جائے۔

(د) وہ ترکیبات جن میں، کا، کی، کے، وغیرہ استعمال کیے گئے ہوں۔

(۹) اگر کوئی اصطلاح ایک سے زائد علم یا فن میں مشترک ہے اور ان سب علوم و فنون میں ایک ہی مفہوم میں استعمال کی جاتی ہے، تو اس کا اردو متبادل بھی ہر جگہ ایک ہی رکھا جائے گا۔

(۱۰) الفاظ کو وضع کرنے کے اصولوں میں اتنی کشادہ دلی ہونی چاہئے کہ ہندی، عربی، فارسی، یا عربی فارسی یا فارسی عربی اور عربی پراکرت ترکیبات بھی قابل قبول ٹھہریں۔

(۱۱) اگر کوئی انگریزی اصطلاح مروج ہو اور عام فہم ہو تو اسے برقرار رکھا جائے۔ ایسی عام فہم اصطلاحوں کے لیے اردو متبادلات بنانے یا تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۱۲) اعلام کو ایسا ہی لکھا جائے جیسے کہ وہ اردو میں مقبول ہو چکے ہیں۔ البتہ ایسے اعلام جو ابھی مقبول نہیں ہوئے۔ ان کو اردو حروف تہجی کے حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے ممکن صحت کے ساتھ لکھا جانا چاہیے۔

(۱۳) اگر کوئی علم کسی اصطلاح کا حصہ بن چکا ہے تو اس علم کا اصول نمبر ۱۲ کی روشنی میں اردو میں ترجمہ کیا جانا چاہیے۔

مولانا آزاد کے خوابوں کی تعبیر۔ اردو انسائیکلوپیڈیا

مولانا ابوالکلام آزاد نے 1904 میں اپنے رسالے لسان الصدق میں اردو انسائیکلو پیڈیا یعنی مخزن العلوم کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اردو میں اس کی اشاعت کی ضرورت پر زور دیا تھا۔ مولانا کا خواب 1982 میں شرمندہ معنی ہوا جب مولانا آزاد انسٹی ٹیوٹ حیدر آباد نے ترقی اردو بورڈ کے انسائیکلو پیڈیا پراجیکٹ کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ مسودے کی تکمیل میں تقریباً تین سو عالموں نے حصہ لیا۔

ابتدائی چار جلدوں میں 32 علوم سے متعلق 269 تفصیلی کلیدی مضامین ہیں اور بعد کی 8 جلدوں میں 32 علوم سے متعلق تقریباً 12 ہزار اندراجات ہیں (طباعتی ضرورت کے لئے پیش نظر ابتدائی چار جلدوں کی بجائے تین جلدیں تیار کی گئیں ہیں ان میں سے پہلی جلد شائع ہو چکی ہے۔)

جناب سید اکبر علی خاں کی درخواست پر ترقی اردو بورڈ کا انسائیکلو پیڈیا پر اجیکٹ مولانا آزاد انسٹی ٹیوٹ حیدر آباد کے سپرد ہوا۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سابق پرووائس چانسلر جناب فضل الرحمٰن کو چیف ایڈیٹر (مدیر اعلیٰ) مقرر کیا گیا اور ڈاکٹر عابد حسین کو صدر نشین۔

ادارتی بورڈ کے دیگر ارکان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

(1)۔ پروفیسر رئیس احمد (2)۔ پروفیسر اے اے سرور (3)۔ پروفیسر خواجہ احمد فاروقی 4۔ ڈاکٹر وحید الدین (5)۔ پروفیسر ایم آر سکسینہ (6)۔ پروفیسر اے ایم خسرو (7)۔ جناب سید علی اکبر (8)۔ جناب فضل الرحمٰن (9)۔ جناب خواجہ محمد احمد

جناب عابد حسین کے بعد ادارتی بورڈ کی صدر نشینی پروفیسر ایم اے خسرو نے فرمائی۔

نائب مدیران میں پروفیسر شاہ محمد، ایس ایچ مرتضیٰ قادری، کلیم اللہ، ڈاکٹر علی احمد جلیلی اور جناب خواجہ محمد احمد شامل تھے۔ علاوہ ازیں ہر ایک مضمون کی ادارت دو مدیروں کے سپرد کی گئی تھی۔ بعض مضمون کے لئے تین مدیروں کی ضرورت تھی ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

آثار قدیم اور فنون لطیفہ کے تحت مضامین کی ادارت ڈاکٹر اے ایم خسرو جناب اے وحید خاں اور جناب جگدیش متل نے کی۔

اسلامی تاریخ و تمدن کے تحت مضامین کی ادارت ڈاکٹر سید عابد حسین اور پروفیسر خلیق احمد نظامی کے سپرد تھی۔

تاریخ کے تحت مضامین کی ادارت پروفیسر این کے شروانی اور ڈاکٹر عرفان حبیب کو تفویض ہوئی۔

ٹکنالوجی بشمول کیمیائی ٹکنالوجی اور انجینئرنگ کے تحت مضامین کی ادارت پروفیسر عابد علی اور پروفیسر عبد علی کے ذمہ تھی۔

حیوانیات کے تحت مضامین کی ادارت پروفیسر ایس

این سنگھ پروفیسر شمس الدین قادری اور پروفیسر اختر صدیقی کے ذمہ تھی۔

ریاضی اور شماریات کے تحت مضامین کی ادارت پروفیسر افضال احمد اور پروفیسر اظہار حسین نے کی۔

زباں وادب (اردو) کی ادارت پروفیسر خواجہ احمد فاروقی پروفیسر رفیعہ سلطانہ اور پروفیسر مسعود حسین خاں نے کی۔

دیگر ہندستانی زبانوں اور ان کے ادب کے تحت مضامین کی ادارت ڈاکٹر اے شرما اور جناب ڈی رامار لو نے کی۔

بیرونی زبانوں اور ادب کے تحت مضامین کی ادارت ڈاکٹر شری رام شرما جناب کے ایم جاج، ڈاکٹر معید خاں، ڈاکٹر کلیم اللہ حسینی ڈاکٹر کمار اور پروفیسر اسلوب احمد انصاری نے کی۔

زمینی علوم کے تحت مضامین کی اوارت پروفیسر احمد الدین اور ڈاکٹر منظور عالم نے کی۔

سماجیات بشمول بشریات ونفسیات کے تحت مضامین کی ادارت ڈاکٹر حسن عسکری ڈاکٹر حسن اور ڈاکٹر رام نرائن سکسینہ نے کی۔ طبیعیات کے تحت مظامین کی ادارت پروفیسر سمیع اللہ ڈاکٹر سدرشن ڈاکٹر شری رام پرساد، ڈاکٹر رئیس احمد، ڈاکٹر ایچ آر وسارے کے سپرد تھی۔

قانون کے تحت مضامین کی دارت جسٹس کمار لنگ ڈاکٹر مرتضیٰ اور ڈاکٹر طاہر محمود کے سپرد تھی۔

کیمیا اور حیاتی کیمیا کے تحت مضامین کی دارت پروفیسر نویں رودٔاور پروفیسر تقی خاں نے کی۔

لائبریری سائنس کے تحت مضامین کی ادارت ڈاکٹر عبدالمحمود اور جناب بشیر الدین نے کی۔

مشرقی مطالعات بمع خصوصی حوالہ علم الہند کے تحت مظامین کی ادارت جناب رمیش تھاپر اور جناب عبدالوحید خاں نے کی۔

مذہب اور فلسفہ کے تحت مضامین کی ادارت پروفیسر شیو موہن لال نے کی معاشیات اور دیہی سائنس کے تحت مضامین کی ادارت ڈاکٹر گوتم ناتھ اور پروفیسر رشید الدین خاں نے کی۔

اور نباتیات کے تحت مضامین کی ادارت کے فرائض ڈاکٹر ایم آر سکسینہ، پروفیسر جعفر نظام، پروفیسر رعایت خاں اور پروفیسر پوری نے انجام دی۔

مضمون نگاروں کی فہرست میں 147 عالموں کے نام شامل ہیں۔

زیادہ تر مضامین اردو میں ہی تصنیف ہوئے البتہ چند ایک مضامین انگریزی میں لکھوائے گئے اور پھر ان کا ترجمہ کیا گیا۔

اردو انسائکلو پیڈیا کے لئے کولمبیا یونیورسٹی انسائیکلو پیڈیا کو نمونہ بنایا گیا البتہ تمام مضامین کو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کرنے کی بجائے پہلے تمام علوم کو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا اور پھر ہر ایک علم کے تحت مضامین کو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا۔ علاوہ

ازیں صرف مختصر مضامین کی بجائے چار جلدوں میں تفصیلی کلیدی مضامین اور آٹھ جلدوں میں مختصر مضامین ترتیب دیے گئے۔

اردو انسائکلوپیڈیا پراجیکٹ یکم مئی میں شروع ہوا تھا۔اس کی انتظامیہ کمیٹی میں مندرجہ ذیل ارباب علم شامل تھے۔

(1) میر اکبر علی خاں (اتر پردیش کے گورنر)

(2) جناب سید علی اکبر

(3) جناب ایل این گپتا

(4) جناب ایم اے عباسی

(5) جناب بدرالدین طیب جی

(6) جناب خواجہ محمد احمد

(7) پروفیسر اے اے خسرو

(8) پروفیسر خواجہ احمد فاروقی

(9) جناب شہباز حسین (پرنسپل پبلی کیشن آفیسر)

مجلس انتظامیہ نے مجلس عامہ ترتیب دیا تھا جس کے روزمرہ کاموں کی نگرانی کے لئے جناب ایل این گپتا کو مقرر کیا گیا۔ ابتداً 6,000 صفحات اور 70,000 اندراج کو 12 جلدوں میں سمونے کا منصوبہ تھا۔ اور مختلف علوم سے متعلق ماہرین کے 34 پینل مقرر ہوئے تھے۔

انسائیکلو پیڈیا کا مسودہ 1982 سے پہلے ہی پایہ تکمیل کو پہنچ چکا تھا۔ اور ترقی اردو بیورو کے حوالے کردیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ مسودہ حوالہ پریس بھی کیا جا چکا تھا دریں اثنا جناب شمس الرحمٰن فاروقی اپنے محکمے میں واپس چلے گئے اور ڈاکٹر فہمیدہ بیگم ترقی اردو بیورو کی ڈائریکٹر کی حیثیت سے تشریف لائیں۔ پھر چونکہ اشاعت اور طباعت میں غیر معمولی تاخیر ہوئی۔ ترقی اردو بورڈ نے کلیدی مضامین پر نظر ثانی کا مشورہ دیا۔

پروفیسر کلیم الدین احمد، پروفیسر رعایت خاں، پروفیسر نیر مسعود پروفیسر آل احمد سرور، جناب سید حامد اور پروفیسر اخلاق الرحمٰن قدوائی کے ذمہ نظر ثانی کے فرائض تفویض کئے گئے اور آخر کار مولانا ابوالکلام آزاد اور بابائے اردو مولوی عبدالحق کا خواب 1996 میں شرمندہ تعبیر ہوا اور انسائکلوپیڈیا کی پہلی جلد منظر عام پر آئی۔

پہلی جلد سات (7) مضامین کے تفصیلی اندراج پر مشتمل ہے ان میں آثار قدیمہ ادبیات، ارضیات اور انجینئرنگ، تاریخ عالم، اور تاریخ ہند شامل ہیں۔ 10.5x8.50 سائز کے 577 صفحات پر مشتمل جلد کی قیمت محض 300 روپے ہے۔

برصغیر کی تمام زبانوں میں یہ فخر اردو کو ہی حاصل ہے کہ اس نے سب سے پہلے انسائکلوپیڈیا تیار کی جس طرح اس نے سب سے پہلے اعلیٰ تعلیم وتدریس کے لئے اردو کو واسطہ بنانے کے لئے عثمانیہ یونیورسٹی قائم کی تھی۔ ارباب حیدر آباد کو دونوں شعبوں میں اولیت کا شرف حاصل ہے۔ انسائیکلو پیڈیا کا ایک کلیدی مضمون بطور نمونہ پیش قارئین ہے۔ تاکہ اندازہ لگایا جاسکے کہ کس عرق ریزی سے مضامین کی تراوش کی گئی ہے۔ اور کیسے معلومات کا خزانہ جمع کیا گیا ہے۔

انسائیکلو پیڈیا سے
کلیدی مضمون بطور نمونہ

سرجری

سرجری اس طریقہ علاج کو کہتے ہیں جس میں معالج اپنے ہاتھوں اور اوزا کی مدد سے بیماریوں کا علاج کرتا ہے۔ زمانہ قدیم میں اس طریقہ علاج کی حیثیت ایک فن کی سی تھی' جسے کسی استاد سے سیکھا جاتا تھا۔ لیکن سرجری کو ایک علم کا درجہ سترہویں اٹھارویں صدی عیسوی سے پہلے نہیں ملا تھا۔

زخموں کی دیکھ بھال اور ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کے علاج کی ضرورت تو ہمیشہ سے رہی ہے اور ہر زمانہ اور تہذیب میں ایسے لوگ رہے ہیں جو ان معاملات کی واقفیت سینہ بہ سینہ آئندہ نسلوں تک پہونچاتے رہے۔ زمانہ ما قبل تاریخ کی کچھ انسانی کھوپڑیاں ایسی بھی ملی ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی میں ان کھوپڑیوں میں سوراخ کیے گئے تھے۔ قیاس یہ ہے کہ یہ عمل بعض بیماریوں کے علاج کے طور پر کیا گیا تھا۔ اگر یہ قیاس صحیح ہے تو یقیناً اس زمانہ میں بعض لوگ ایسے ضرور ہوں گے جنھوں نے دواؤں اور جادو ٹونے کے علاوہ سرجری کو بھی ایک طریقہ علاج مانا ہو اور اسے بروئے کار بھی لائے ہوں۔

تہذیب کے تمام اہم مرکزوں میں ما قبل تاریخ سے سرجری کسی نہ کسی حالت میں ضرور کی جاتی تھی۔ ہندوستان، چین بابل، مصر، یونان اور روم کی پرانی تہذیبوں میں سرجری کا ثبوت ملتا ہے۔

ہندوستان میں ٹوٹی ہڈیوں کا علاج بانس اور لکڑی کی تختیوں پر جسم کے زخمی حصے کو باندھ کر کیا جاتا ہے۔ زخموں کی سلائی بھی ہوتی تھی۔ ہندستانیوں نے دنیا میں پہلی دفعہ سرجری کی اس صنف کی بنیاد ڈالی جسے پلاسٹک سرجری کہا جاتا ہے وہ مریض کی کٹی ہوئی ناک کو چہرہ کی کھال کی مدد سے دوبارہ بناتے تھے۔ زمانہ قدیم کا سب سے مشہور ہندوستانی سرجن "سشوت" تھا، جس کے زمانہ حیات کے متعلق اختلاف ہے اس کی کتاب "سشوت سمیتھا" جس صورت میں آج کل ہے، غالباً ساتویں صدی عیسوی میں مرتب ہوئی۔ لیکن اصل تصنیف غالباً کئی سو سال قبل مسیح کی ہے۔ اس تصنیف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں سرجری نے ہندوستان میں بہت ترقی کی تھی۔ مثانہ سے پتھری نکالنا، ٹیومر کو جسم سے علٰحدہ کرنا، مواد کو نشتر لگا کر نکالنا اور بیرونی اشیاء کو بدن سے نکالنا بھی آتا تھا۔ سشوت نے بیس دھاردار اور ایک سو ایک کند اوزاروں کے نام لکھے ہیں۔ غالباً الکوحل اور بھنگ کو خواب آور دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ سشوت کی دلچسپی علم التشریح سے بھی تھی اور اس نے اس مقصد کے لئے انسانی لاشوں کو تیار کرنے کے طریقے بھی بتائے ہیں۔ یونان کی تہذیب میں سرجری کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ بقراط کو بجا طور پر بابائے طب کہا جاتا ہے۔ اس کا زمانہ پانچویں صدی قبل مسیح کا تھا۔ (پیدائش سنہ ۴۶۰ قبل مسیح) ٹوٹی ہوئی ہڈیوں اور اترے ہوئے جوڑوں کے علاج کے طریقوں کو

بقراط نے بیان کیا ہے۔ شانہ کا جوڑ اگر اتر جائے تو اسے ٹھیک کرنے کے موجودہ طریقوں میں اس طریقۂ علاج کو خاص اہمیت حاصل ہے، جسے بقراط نے بتایا اور جس پر ان تحریروں میں بہت تفصیل سے بحث کی گئی ہے اس کی یہ تعلیم بہت مشہور ہوئی کہ اگر مریض کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جانے سے اس کا نچلا دھڑ مفلوج ہو جائے تو ایسے مریض کا علاج نہ کرنا چاہیئے۔ بقراط کی یہ رائے صدیوں اطباء نے مانی کیونکہ یہ مرض لاعلاج ہے اور اس زمانہ میں جب پہیئے دار کرسیاں نہیں تھیں ایسا مریض ہمیشہ دوسروں کا محتاج رہتا تھا اور بڑی اذیت سے زندگی کے دن پورے کرتا تھا۔ بقراط نے معالجہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ طب سرجری اور علم القابلہ۔ وہ اپنے شاگردوں سے ایک عہد نامہ پر دستخط کراتا تھا جس میں وہ وعدہ کرتے تھے کہ وہ اپنے پیشہ طبابت کو باعزت طور پر چلائیں گے اور اپنے استاد کا احترام کریں گے۔ یہ دستاویز "عہد نامہ بقراط" کے نام سے آج تک مشہور ہے۔

بقراطی تعلیمات صدیوں تک یونان، مصر اور روم میں جاری رہیں۔ اس کی وفات کے کئی سو برسوں بعد، پہلی صدی عیسوی میں ایک رومی سرجن آلس کورنیلیس (Aulus Cornelius Celsus) نے سرجری کے فن پر کتابیں لکھیں اس نے اس بات پر زور دیا کہ سرجری کے لئے معالج کو علم التشریح کا جاننا بہت ضروری ہے۔ دوسری عیسوی میں روفس آف ایفیسس (Rufus of Ephe-sus) ایک اور رومی سرجن نے زخموں سے نکلنے والے خون کو روکنے کے طریقوں کو بیان کیا ہے۔ اس نے خون بند کرنے کے سب طریقے بتائے سوائے خون کی نالیوں میں گرہ باندھنے کے یہ کچھ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے۔ ایک اور رومی سرجن انٹیلس (Antyllus) بھی قابل ذکر ہے جس کا زمانہ دوسری یا تیسری صدی عیسوی کا ہے اس نے خون کی نالیوں میں ہونے والی اس بیماری کو بیان کیا ہے جسے انگریزی انیورزم (Aneurysm) کہتے ہیں اس بیماری میں خون کی نالی کا ایک حصہ غبارہ کی طرح پھول جاتا ہے۔ انٹیلس نے بتایا کہ اس بیماری کا علاج یہ ہے کہ غبارہ کے اوپر اور نیچے خون کی نالی کو گرہ لگا کر بند کر دیا جائے اور اس وقت غبارہ نما کے اوپر اور نیچے خون کی نالی میں گرہ باندھنے کے لئے تاگا استعمال ہوتا تھا۔ انٹیلس کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے اوپر اور نیچے کے بیمار جبڑے کامیابی سے نکالے تھے اور اس نے بہت سے جوڑوں کا بھی آپریشن کیا تھا۔ اس کے بعد اٹھارویں صدی عیسوی تک اتنا ماہر کوئی اور سرجن مسیحی دنیا میں نہیں پیدا ہوا۔

اس دور کی سب سے بڑی طبی شخصیت حکیم جالینوس کی تھی جس کا زمانہ غالبًا پہلی صدی عیسوی کا تھا۔ وہ نسلاً یونانی تھا لیکن زیادہ تر روم میں رہتا تھا۔ وہ کچھ دنوں اسکندریہ میں بھی رہا۔ سرجری میں حکیم جالینوس کا کوئی بہت بڑا کارنامہ نہیں تھا۔ لیکن چونکہ اس نے فعلیات کی طرف خاص توجہ دلائی تھی اس لئے سرجری کے بیان میں اس کا ذکر ضرور آنا چاہیئے کیونکہ جدید سرجری کی بنیادوں میں فعلیات بھی شامل ہے۔ بقراط کے بعد طب پر اتنا اثر اور

کسی حکیم نے نہیں ڈالا جتنا کہ جالینوس نے اس نے جانوروں کے جسم کا بغور مشاہدہ کیا اور ان مشاہدات کو بڑی خوبی سے قلم بند بھی کیا۔

جالینوس کی تعلیمات کے تحفظ اور ان کی اشاعت کا سہرا بڑی حد تک عرب اور دوسرے مسلمان اطباء کے سر ہے ان طبیبوں میں دسویں صدی عیسوی میں علی بن العباس المجوسی نے بہت شہرت حاصل کی ۔وہ بغداد کا سرجن تھا۔ اس کی تصنیف کتاب کامل الصناعہ میں بہت سے آپریشنوں کا ذکر ہے۔ ان آپریشنوں میں سڑے ہوئے ہاتھ پاؤں کا کاٹنا ہرنیا اور پھنسے ہوئے ہرنیا کا آپریشن، ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کے جوڑنے اور اترے ہوئے جوڑوں کو بٹھانے کا طریقہ وغیرہ شامل ہیں۔ دسویں صدی عیسوی میں ابوالقاسم خلف ابن عباس زہراوی نے اسپین میں جنم لیا۔وہ سب سے زیادہ ممتاز مسلمان سرجن تھا۔ اس کا زمانہ ۹۳۹ء سے ۱۰۱۳ء کا تھا۔اس کی سب سے مشہور تصنیف "التصریف" ہے اس کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصے میں امراض کا بیان ہے دوسرے میں آپریشنوں کا مفصل ذکر ہے اور تیسرے میں ٹوٹی ہوئی ہڈیوں اور اترے ہوئے جوڑوں کے علاج کا بیان ہے۔ مثانہ سے پتھری نکالنے ،سر کی جھلیوں میں پانی جمع ہو جانے اور نرخرے میں شگاف لگانے کے آپریشنوں کا بھی ذکر ہے ، جنکا عام رواج دنیا میں کئی برس بعد ہوا ہے۔ کتاب میں پستان کو بالکل قطع کر دینے کے آپریشن کا بھی ذکر ہے اس میں سرجری کے اوزار کی بہت سی تصویریں ہیں۔ یورپ میں نشاۃ الثانیہ کی سرجری پر ابو القاسم زہراوی سے زیادہ اثر کسی دوسرے سرجن نے نہیں ڈالا۔ اسی لئے اہل دانش اس کو مجتہد مانتے ہیں۔ اس کی کتاب "التصریف" پانچ سو سال تک یورپ میں پڑھائی جاتی رہی۔

اسپین کے ایک اور مشہور سرجن، ابو مروان عبدالملک ابن زہر کا زمانہ ۱۰۹۳ء سے ۱۱۶۲ء کا ہے۔ اس کی کتابوں میں سینہ کے اندر کے پھوڑے، قلب کی جھلی کی سوزش، دورم اور کان کے وسطی حصے کے پھوڑے کا بیان ملتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے پہلی دفعہ رحم کو جسم سے علٰحدہ کرنے کا آپریشن کیا۔ ابن زہر نے جالینوسی تعلیمات پر شبہ کا اظہار کیا، جو اس زمانے میں بڑی جرأت کا کام تھا۔ اس کی مشہور تصنیف "استیر" تھی جس کا ترجمہ لاطینی زبان میں بھی ہوا تھا۔

اس زمانے میں فصد کو کھولنا بہت سے امراض کا علاج سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح جسم کے مختلف حصوں کو داغتے بھی تھے۔ اسی لئے اس زمانے کے عرب اور مسلمان سرجنوں کی کتابوں میں ان دونوں طریقوں کا بیان بہت تفصیل سے ہے۔ اس کے علاوہ آنکھ کی بہت سی بیماریوں کا علاج بھی آپریشن سے کیا جاتا تھا۔ موتیا بند کے آپریشن کا بہت رواج تھا۔

عربوں اور مسلمانوں کے بعد اہل یورپ نے سرجری کی خدمت کی فرانس کے مشہور سرجن امبروس پیری (Ambrois Pare) ۱۵۱۰ء۔ ۱۵۹۰ء کو یورپی سرجری کا امام مانا جاتا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ میں زخموں کی

مرہم پٹی کرتا ہوں اور قدرت انھیں ٹھیک کرتی ہے۔ یہ بات بڑے پتے کی ہے کیونکہ باجود اتنی ترقیوں کے آج تک کوئی ترکیب ایسی نہیں معلوم ہو سکی جس کے ذریعے زخموں کو جلد اچھا کیا جا سکے۔ البتہ ایسی بہت سی باتیں معلوم ہیں اور ان کا تدارک بھی کیا جاتا ہے جن سے زخموں کے بھرنے میں دیر لگے۔ یعنی سرجن کے اختیار میں یہ تو ہے کہ زخموں کے بھرنے میں جن چیزوں سے رکاوٹ پڑتی ہے ان کو روک دے لیکن ایک صاف ستھرے زخم کو بھرنے میں جتنا وقت لگتا ہے۔ اس سے کم میں وہ نہیں بھرے جا سکتے۔ امبروس پیری نے خون کی نالیوں پر گرہ باندھ کر خون کو روکنے کی ترکیب بتائی۔ اس زمانے کے ایک اور مشہور سرجن، اندریلس وزیلیس (Andreas Vasalius) کا نام بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ اس کا زمانہ ۱۵۱۴ء سے ۱۵۶۴ء تک کا ہے۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے اپنی سرجری کی بنیاد علم التشریح پر رکھی۔ تشریح پر اس کی کتاب انسانی جسم کی ساخت (Fabrica Humant Corpous) اس مضمون پر بہت اہم سائنٹفک کتاب ہے۔

اٹھارویں صدی عیسوی میں انگلستان کے مشہور سرجن ہنٹر (۱۷۲۸ء سے ۱۷۹۳ء) کا نام آج تک ساری دنیا میں مشہور ہے۔ وہ اسکاٹ لینڈ کا باشندہ تھا اور اس نے لندن میں سرجری کی تربیت حاصل کی اس کا بھائی ڈاکٹر ولیم ہنٹر بہت مشہور طبیب تھا۔ اور طب کا بہت بڑا استاد مانا جاتا تھا۔ جان ہنٹر ایک ماہر سرجن ہونے کے علاوہ علم التشریح کا بہت بڑا عالم تھا۔ اس نے انسانی بدن کی اندرونی معلومات حاصل کرنے کے لئے تقطیع کے کئی عمل کئے اور طلباء کو تقطیع کرنا سکھایا۔ علم الامراض (Pathology) میں اس کو بہت دلچسپی تھی اور جو مریض مر جاتے تھے ان کے جسم کا مطالعہ کر کے وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ مرض کی نوعیت کیا تھی اور بدن کے کس عضو میں کس خرابی کی وجہ سے وہ علامات ظاہر ہوئیں، جن میں مریض مبتلا تھا اور اس کی موت کی وجہ کیا تھی۔ اس نے بیمار اعضاء کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کر کے ایک عجائب خانہ بنایا، جس کا بڑا حصہ بمباری کی وجہ سے ۴۵-۱۹۳۹ء کی جنگ عظیم میں تباہ ہو گیا لیکن اس کا کچھ حصہ ابھی تک لندن کے رائل کالج آف سرجنس (Royal College of Surgenos) میں موجود ہے۔ جان ہنٹر نے نہ صرف انسانی جسم کا مطالعہ کیا بلکہ اس کی ساخت کا مقابلہ، جانوروں کے بدن سے کر کے اس علم کی بھی خدمت کی جسے تقابلی تشریح کہا جا سکتا ہے۔ اسے فعلیات میں بھی دخل تھا اور اس نے تجربے کر کے نشو و نما کے قواعد بھی معلوم کرنا چاہے۔ جان ہنٹر کو بجا طور پر بابائے سائینٹفک سرجری کہا جاتا ہے۔ اس کے عہد کو قدیم اور جدید سرجری کی سرحد سمجھنا چاہیئے۔

قبل اس کے قدیم سرجری کا ذکر ختم کیا جائے، یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ قدیم سرجری میں پھوڑوں پہ نشتر لگانا، زخموں کی سلائی، ہاتھ یا پیر کو جسم سے قطع کرنا، مثانہ سے پتھری نکالنا، چہرے کی بگڑی ہوئی شکل کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرنا، آنکھوں کے کچھ امراض کا آپریشن

اور رحم مادر سے بچے کو نکال لینے کے عمل وغیرہ ہی سرجری کے حدود میں شامل تھے۔ ختنہ کا رواج بہت ہی قدیم ہے اس کے علاوہ خصی کرنے کا عمل بھی بہت پرانا ہے۔ ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو اپنی اصل جگہ پر بٹھانا اور اترے ہوئے جوڑوں کو دوبارہ بٹھانا بھی زمانہ قدیم سے ہوتا آیا ہے اور ان عوامل کا شمار بھی سرجری میں ہونا چاہیئے۔

اس میں شک نہیں کہ جان ہنٹر نے سرجری کو وہ عزت بخشی جو اسے آج حاصل ہے اس سے قبل عموماً حجام ہی سرجری کرتے تھے اور پڑھے لکھے لوگ بہت کم اس پیشہ کی طرف توجہ کرتے تھے۔

ہندوستان اور مشرق وسطیٰ میں بھی جراح کا پیشہ معزز نہیں سمجھا جاتا تھا، لیکن جان، ہنٹر نے اپنے سائنٹیفک کام اور تحریروں سے اہل علم میں اس پیشہ کی عزت بڑھائی اور سرجری کو صرف ایک پیشہ کے درجہ سے بڑھا کر ایک علم کا رتبہ دیا۔ لیکن ابھی تک سرجری کی راہ میں دو بڑی دشواریاں تھیں۔ اول تو یہ کہ آپریشن کرتے وقت مریض کو زبردستی پکڑے رہنا پڑتا تھا گو سرجن اس کی کوشش ضرور کرتے تھے کہ خواب آور دواؤں سے تکلیف کو کم کیا جائے۔ ان دواؤں میں شراب، افیون اور بھنگ شامل تھیں لیکن اس کے باوجود کبھی کبھی آپریشن کی تکلیف سے مریض کی موت ہوجاتی تھی۔

دوسری دشواری یہ تھی کہ آپریشن کے بعد زخم میں جراثیم پڑجاتے تھے، جس سے کہ زخم بھرنے میں بہت دیر لگتی تھی۔ مریض جراثیم کے حملے سے اکثر ہلاک ہوجاتا تھا۔ یا اپنی اصل بیماری سے زیادہ تکلیف میں مبتلا ہوجاتا تھا اس لئے لوگ آپریشن کو موت کا پیش خیمہ جانتے تھے۔

انیسویں صدی میں ان دونوں دشواریوں کا حل نکلا۔ آپریشن میں درد کو دور کرنے کے لئے یہ کوشش شروع ہوئی کہ مریض کو بالکل بے ہوش کردیا جائے۔ امریکہ کے ولیم تامس مارٹن (Willian Thomas Martin) نے اکتوبر ۱۸۴۶ء میں بہت سے اطباء کی موجودگی میں اس کا عملی ثبوت دیا کہ ایتھر (Ether) کو بے ہوشی کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ایڈنبرا میں پروفیسر جیمس ینگ سمپسن (James Young Simpson) نے جو شعبہ قابلہ میں پروفیسر تھے، نومبر ۱۸۴۷ء میں کلوروفام کے ذریعے بے ہوشی طاری کرکے ایک مریض کا آپریشن کیا۔ ان لوگوں کے علاوہ بھی بہت سے سرجنوں نے اسی زمانہ میں بے ہوشی طاری کرانے کی کوشش میں کامیابی کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد تو اس میدان میں ہر طرف سے کوشش شروع ہوئی اور آج کل مختلف دواؤں سے بے ہوشی طاری کرائی جاتی ہے کہ مریض کا بدن عارضی طور پر بالکل بے حس ہوجاتا ہے اور اسے سانس لینے کے لئے بھی خارجی مدد دی جاتی ہے۔ یہ اس لئے کہ بدن کے تمام عضلات بالکل ڈھیلے ہوجائیں اور آپریشن میں سرجن کو بہت کھینچ تان نہ کرنا پڑے۔ اس کے علاوہ ایسی دوائیں بھی نکلی ہیں جن سے بے ہوشی کے بغیر آپریشن کی جگہ کو سن کردیتے ہیں اور مریض کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

سرجری کی راہ میں دوسری دشواری زخموں میں

(باقی صفحہ 42 پر)

(معاصر اخبارات سے)

اردو میں حلف دلایا جائے اقلیتی کمیشن کا وزیر اعلا اتر پردیش سے مطالبہ

نئی دہلی۔ قومی اقلیتی کمیشن کے چیئرمین پروفیسر طاہر محمود نے اتر پردیش کی وزیر اعلا محترمہ مایاوتی کے نام ایک خط میں کہا ہے کہ اتر پردیش میں منتخب دوارکان اسمبلی کو ان کی مادری زبان اردو میں حلف لینے کی اجازت دی جائے۔ انھوں نے کہا کہ پوری امید ہے کہ ان کی گزارش پر توجہ دی جائے گی۔ انھوں نے لکھا کہ آئین کی روسے بھی اقلیتوں کو اپنی زبان میں حلف لینے کی اجازت نہ دینا اقلیتوں کے آئینی و قانونی حقوق کی خلاف ورزی ہے واضح رہے کہ یوپی اسمبلی کے ارکان جناب علام بدیع اور جناب محمد وسیم کو اتر پردیش اسمبلی میں اردو میں حلف لینے کی اجازت نہیں دی گئی ہے اور وہ اب تک اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہیں۔ (رہنمائے دکن)

مترجمین کی تقرری

نئی دہلی۔ اردو کرمچاری سنگھ الٰہ آباد نے اتر پردیش حکومت کی طرف سے ریاست کے ہر محکمہ میں اردو مترجمین کی تقرری کی ہدایت کے باوجود تقرری نہ ہونے پر تشویش ظاہر کی ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے فوری اقدام کرے سنگھ کے سکریٹری جناب پرویز عالم نے وزیر اعلا اور اقلیتی لسانی کمشنر کے نام ایک میمورنڈم میں یاد دلایا ہے کہ 19 اکتوبر 1990ء میں اتر پردیش حکومت نے ایک حکم نامہ جاری کیا تھا جس کے تحت ہر دفتر میں اردو مترجمین کی تقرری ضروری ہو گئی تھی پھر 24 مارچ 1,94 کو اردو کو روزی روٹی سے جوڑنے کے مقصد سے اس وقت کی حکومت نے ایک اعلانیہ جاری کر کے ہر دفتر میں ایک اردو مترجم کی تقرری کا فیصلہ کیا انھوں نے مطالبہ کیا کہ ریاست میں ہزاروں کی تعداد میں خالی مترجم اور جونیر کلرکوں کی اسامیوں کو بھرا جائے اور ہر محکمہ میں ایک اردوداں کا تقرر کیا جائے تا کہ اردو میں دی جانے والی درخواستوں کی وصولی کرنے اور بروقت جواب دینے کا عمل تیز ہو۔ (آبشار۔ کلکتہ)

اردو کلرک کی تقرری کا مطالبہ

باغپت شہر کے ذمہ دار لوگوں نے پوسٹ آفس کے اعلا حکام اور سرکار سے باغپت کے مرکزی ڈاک خانے میں اردو کلرک کی تقرری کا مطالبہ کیا ہے۔ مطالبے میں کہا گیا ہے کہ بڑی تعداد میں اردو کی ڈاک تقسیم نہیں ہو پاتی ہے کیوں کہ اس ڈاک خانے میں کوئی اردوداں نہیں ہے۔

بتایا جاتا ہے کہ ضلع مجسٹریٹ اور ایس ایس پی ڈاک اور چیف پوسٹ ماسٹر جنرل لکھنؤ کو بھی ایک درخواست بھیج کر باغپت کے اردوداں طبقے کی اس پرانی مانگ کو پورا کئے جانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ (اردو ہند۔ کلکتہ)

بچوں کو اردو اقامتی مدارس میں داخلہ دلوانے پر زور

حیدرآباد۔ انجمن ترقی اردو شہر حیدرآباد کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت جناب منوہر راج سکسینہ صدر شہری انجمن نے کی، اجلاس میں جو فیصلے کیے گئے ان کے مطابق قانون سرکاری زبان آندھرا پردیش پر عمل آوری کے لئے چیف منسٹر سے ملاقات اور اردو مسائل پر نمائندگی کی جائے گی۔ اردو والوں سے اپیل کی گئی کہ وہ حکومت سے قانون پر عمل آوری کا انتظار کیے بغیر اپنے طور پر تعلیمی امور طے کریں اور اپنے روز مرہ کے سارے کام اردو میں انجام دیں۔ اردو اقامتی اسکول میں اپنے بچوں کو داخلے دلانے پر اولین توجہ کریں چونکہ ماہ جون سے مدارس میں داخلوں کا آغاز ہوتا ہے اس لئے اردو والے اپنے بچوں کو تعلیم سے محروم نہ کریں اور ترجیحی طور پر مادری زبان اردو کے سرکاری مدارس میں انہیں داخلہ دلائیں اس غرض کے لئے شہری انجمن شہر کے اردو علاقوں میں بینرز اور پمفلٹس کے ذریعے داخلوں کی مہم چلائے گی۔ عاملہ نے اس بات پر تاسف کا اظہار کیا کہ حکومت کی جانب سے چلائے جانے والی جنم بھومی تحریک میں اردو کو پورے طور پر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ اردو ریاست کے آٹھ اضلاع میں دوسری سرکاری زبان قرار دی جا چکی ہے جن میں ضلع حیدرآباد بھی شامل ہے عاملہ نے اردو والوں کو مشورہ دیا کہ وہ انجمن کی طرف سے چلائے جانے والی اردو موڈل اسکول حمایت نگر اور اردو گھر مغل پورہ میں اپنے بچوں کو بڑی تعداد میں شرکت کرائیں اس موقعہ پر اردو کوچنگ کلاسس کے انچارج جناب فضل الحق رضوی کی رضاکارانہ خدمات کا اعتراف کیا گیا ابتدا میں جناب بشیر انور معتمد عمومی شہری انجمن نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ دسمبر 1996 تا مارچ 1997 چلائی جانے والی اردو کوچنگ کلاسیز سے 200 سے زیادہ طلبہ اور طالبات نے استفادہ کیا اجلاس نے گجرال کمیٹی رپورٹ کے تخلیق کار جناب آئی کے گجرال کے وزیر اعظم ہند منتخب ہونے پر اظہار طمانیت و مسرت کیا اور توقع ظاہر کی کہ گجرال کمیٹی کی سفارشات پر مکمل عمل آوری ہوگی اجلاس کے آغاز پر اردو کے نامور صحافی جناب محبوب حسین جگر کے علاوہ جناب کوکب دری، حسینی جاوید اور فکری بدایونی کے سانحۂ ارتحال پر قرارداد تعزیت منظور کی گئی اور احتراماً دو منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی اور آخر میں شریک معتمد شہری انجمن جناب ایم اے حسین نے شکریہ ادا کیا۔ (منصف)

بودھن مشنری اسکول میں اردو

بودھن۔ بودھن ٹاؤن میں انگریزی ذریعہ تعلیم کے مشہور تعلیمی ادارے وجے میری پبلک اسکول کے مشنری انتظامیہ نے اردو کو زبان دوم کی حیثیت سے پڑھانے سے اتفاق کر لیا ہے جس پر آئندہ تعلیمی سال سے عمل در آمد ہوگا۔ صدر انجمن ترقی اردو بودھن عصمت اللہ خاں خلیل صاحب نے بتایا کہ پرنسپل وجے میری پبلک

اسکول سے نمائندگی پر پرنسپل نے اس ادارے میں اقلیتی طلبہ کی درخواست پر اردو کو زبان دوم کے طور پر پڑھانے کا فیصلہ کیا ہے خلیل صاحب نے سرپرستوں سے درخواست کی ہے کہ وہ بچوں کے داخلہ کے وقت اردو زبان دوم کے طور پر لکھوائیں۔(سیاست۔ حیدرآباد)

محکمہ پولیس میں اردو

حیدرآباد۔ حکومت آندھرا پردیش نے اردو کو ریاست کے آٹھ اضلاع میں دوسری سرکاری زبان قرار دینے کی جو پالیسی اختیار کی ہے اسے محکمہ پولیس میں مؤثر انداز میں روبہ عمل لانے کا تیقن ڈائرکٹر جنرل پولیس جناب ایچ جے دورانے اپنی ایک پریس کانفرنس میں دیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ اردو کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں جس سے سب ہی واقف ہیں۔(منصف۔ حیدرآباد)

سرور نگر میں اردو میڈیم
اپر پرائمری اسکول کا سنگ بنیاد

حیدرآباد۔ رکن اسمبلی جناب ایم رنگا ریڈی نے سرور نگر میں اردو ذریعہ تعلیم کے اپر پرائمری اسکول کا سنگ بنیاد رکھا۔ جنم بھومی پروگرام کے دوسرے مرحلے میں سنگ بنیاد رکھنے کی رسم انجام دی گئی۔ رنگا ریڈی صاحب نے اپنی تقریر میں اعلان کیا کہ وہ اپنے فنڈ سے تین کمروں کی تعمیر عمل میں لائیں گے۔(رہنمائے دکن۔ حیدرآباد)

گرلس اسکول کے قیام کا مطالبہ

آسنسول اردو سوسائٹی کے جنرل سکریٹری جناب عبدالجلیل نے "آبشار" کو ایک بیان میں بتایا ہے کہ کارپوریشن کے زیر انتظام آغا لیگ اسکول میں کارپوریشن نے کرشنا لال چڑجی کے نام سے ہائی اسکول کا قیام عمل میں لایا ہے۔ آسنسول میں اردو اسکولوں کی خاطر خواہ تعداد نہ ہونے کی وجہ سے طلبہ وطالبات کو پریشانیوں کا سامنا ہوتا ہے۔ لہٰذا کارپوریشن صرف طالبات کے لئے ایک گرلس ہائی اسکول (اردو لڑکیوں کے لئے) رواں سیشن میں قائم کرے جس کی نوعیت کرشنا لال چڑجی اسکول کی طرح ہو۔ اس سلسلے میں اردو سوسائٹی کی جانب سے میئر بابا پدو مکھرجی کو میمورنڈم دے کر مطالبہ کیا جائے گا۔(آبشار۔ کلکتہ)

اردو صحافت اور سائنس پر سیمینار

۳؍مئی ۱۹۹۷ء کو سوسائٹی برائے فروغ تعلیم وسائنس کے زیر انتظام جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ٹیچرس ٹریننگ کالج میں ایک سیمینار کا اہتمام کیا گیا جس کا موضوع اردو صحافت اور سائنس، صحت اور ماحولیات تھا۔ سیمینار کا افتتاح جناب ایس رگھوناتھن پرنسپل سکریٹری ایجوکیشن دہلی گورنمنٹ نے کیا۔ اردو اکادمی دہلی کے سکریٹری ڈاکٹر صادق نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ سیمینار کے افتتاحی اجلاس میں سوسائٹی کے سائنسی خبر نامہ کی رسم اجراء رگھوناتھن صاحب کے ہاتھوں ادا ہوئی۔ انہوں نے سماج میں سائنٹفک نقطہ نظر پیدا کرنے پر زور دیا۔ ڈاکٹر صادق نے بھی اپنی تقریر میں سائنس کی اہمیت اور اس کے فروغ پر زور دیا اور اس سلسلے میں سوسائٹی کی کوششوں کو سراہا۔

سوسائٹی کے سکریٹری اور سیمینار کے کنوینر ڈاکٹر اسرار حسین نے اپنی تقریر میں اردو اخبارات میں سائنسی مواد کی کمی کی طرف اشارہ کیا اور بچوں کے لیے سائنسی مواد مہیا کرانے کی پرزور اپیل کی۔ سیمینار کے دوسرے اجلاس کی صدارت ڈاکٹر صادق نے کی۔

اعتراف، اعزاز، اکرام، استقبالیہ

سردار، مجروح، رضا کو ایوارڈ

ممبئی، علی سردار جعفری کو اردو ادب کی خدمات کے اعتراف میں سنت گیانیشور ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔ اردو اکاڈمی کے ایوارڈ کا اعلان کرتے ہوئے ۱۳ رجون کو مہاراشٹر کے وزیر مملکت برائے ثقافتی امور اہل دیش کھ نے کہا کہ یہ ایوارڈ ایک توصیفی سند، شال اور ۵۱ ہزار روپے نقد انعام پر مشتمل ہے۔

مشہور شاعر و فلمی گیت کار مجروح سلطان پوری کو ولی دکنی ایوارڈ دیا جائے گا۔

جب کہ کالی داس گپتا رضا کو سراج اورنگ آبادی ایوارڈ کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ یہ دونوں ایوارڈ بالترتیب ۳۰ ہزار اور ۲۵ ہزار روپئے کے ہیں۔ وزیر مملکت نے کہا کہ ڈاکٹر گروناتھ دیوکر کو اردو مراٹھی ترجمہ کے لیے سیتو مادھو راؤ پگڑی ایوارڈ کے لیے چنا گیا ہے۔

روزنامہ "ہندوستان" کے مدیر سرفراز آرزو کو بہترین صحافی کے لئے مختص (۵۰۰۰۰ روپے) کے ایوارڈ کے لیے چنا گیا ہے مسٹر دیش مکھ نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ "وجد سمرتی مندر" کی تعمیر کے لیے چار لاکھ روپے کی مالی مدد دی جائے گی جو مشہور شاعر اور سابق ممبر پارلیمنٹ مرحوم سکندر علی وجد کی یاد میں اورنگ آباد میں زیر تعمیر ہے۔

حیات اللہ انصاری کو اقبال سمان

ترقی اردو بورڈ کے دوسرے کل وقتی چیئرمین حیات اللہ انصاری کو مدھیہ پردیش اردو اکاڈمی کا سب سے بڑا انعام اقبال سمان دیا گیا۔

انصاری صاحب فرنگی محل کے خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں آپ نے اردو کا سب سے طویل ناول 'لہو کے پھول' کے علاوہ اردو کا سب سے پہلا حقیقت پسند افسانہ دو سیر گیہوں لکھا۔ اپنے زمانے کی ہنگامہ خیز فلم نیچا نگر بھی انصاری صاحب کے قلم کا ثمرہ تھی انھوں نے صحافت اور ادب دونوں جہات میں نئی راہ نکالی۔ وہ صاحب طرز ادیب اور گاندھی جی کے صحبت یافتہ سماجی کارکن ہیں۔ اردو تحریک کے وہ کارواں سالار ہے۔ 22 لاکھ دستخط جمع کر کے صدر جمہوریہ کی خدمت میں اردو کا مسئلہ پیش کرنے کے محرک بھی حیات اللہ انصاری رہے۔

وہ اترپردیش قانون ساز کونسل اور پھر پارلیمنٹ کے ممبر رہے۔

ادیبوں کو استقبالیہ

۲۳ راپریل کو غالب اکاڈمی دہلی میں جناب جوگیندر پال، پروفیسر شکیل الرحمٰن جناب کوسین، جناب محمد علی، جناب نصرت ظہیر، جناب اسد رضا، جناب عادل اسیر، جناب لقاالرحمٰن، جناب رفعت سروش، جناب تاباں نقوی، جناب امیر آغا قزلباش، جناب رگھوناتھ کھمئی، سید ابراہیم فکری، جناب عبدالرشید، ڈاکٹر سراج اجمل، ڈاکٹر محمد اقبال، جناب شاہد علی خان، (مکتبہ جامعہ) جناب سوز (سیمانت پرکاشن) کو دہلی اردو اکاڈمی کے جانب سے ایوارڈ دئے جانے کے اعزاز میں ادرہ راشٹریہ سہارا کی طرف سے استقبالیہ دیا گیا۔

ادارہ

اعتراف، اعزاز، اکرام، استقبالیہ

شمس الرحمٰن فاروقی کو استقبالیہ

شمس الرحمٰن فاروقی ہمارے عہد کے ممتاز نقاد ہیں جن کو حال ہی میں سرسوتی سمان دیا گیا ہے جو ہندستان کا سب سے بڑا ادبی اعزاز ہے۔ ۳۰ر اپریل کو فاروقی صاحب کے اعزاز میں انجمن ترقی اردو (ہند) کے زیر اہتمام استقبالیہ جلسہ منعقد ہوا جس میں سربرآوردہ قلمکاروں نے فاروقی صاحب کی علمی و ادبی خدمات پر روشنی ڈالی۔

پروفیسر شمیم حنفی نے کہا کہ فاروقی صاحب نے میر، غالب اور داستانوں کی تفہیم کے سلسلے میں جو کام انجام دیا اس کی اہمیت صرف آج کے دور تک محدود نہیں بلکہ آئندہ بھی محسوس کی جائے گی۔ پروفیسر امیر عارفی نے کہا کہ شمس الرحمٰن فاروقی کی تحریروں اور ان کی ادارت میں شائع ہونے والے رسالے " نے اس عہد کے بہت سے لکھنے والوں کو متاثر کیا ہے۔ جناب محمود ہاشمی نے کہا کہ "شعر شور انگیز" کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہم اس کے ذریعہ اردو کی پوری شعریات سے واقف اور شناسا ہو جاتے ہیں۔ پروفیسر صدیق الرحمان قدوائی نے کہا کہ سرسوتی ایوارڈ کے لیے شمس الرحمٰن فاروقی کا انتخاب ظاہر کرتا ہے کہ بہت بڑے پیمانے پر جانچ پرکھ کر ان کے نام کو منتخب کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے کہا کہ شمس الرحمٰن فاروقی پہلے شخص ہیں جنھوں نے مشرقیت اور مغربیت کا معیار قائم کیا اور اردو تنقید کی مرعوبیت سے نجات دلائی۔

پروفیسر نثار احمد فاروقی نے کہا کہ شمس الرحمٰن فاروقی کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ مشرق اور مغرب دونوں سے ہی شناسا اور واقف ہیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ شمس الرحمٰن فاروقی نے "شعر شور انگیز" کی چاروں جلدوں میں جو بنیادی مباحث پیش کیے ہیں ان کی بہت اہمیت ہے۔ جناب کنور سین نے کہا کہ "شعر شور انگیز" پڑھ کر فاروقی صاحب کی غیر معمولی محنت اور دیدہ ریزی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ جناب مجتبیٰ حسین نے کہا کہ "شعر شور انگیز" ایک معرکۃالآرا کارنامہ ہے جو میر کی تفہیم کے لیے ایک اہم ماخذ ہے۔ جناب سید حامد نے کہا کہ شمس الرحمٰن فاروقی صاحب کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ انھوں نے بڑے اعتماد کے ساتھ مغربی تنقید کی مرعوبیت سے چھٹکارا دلایا ہے اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ انھوں نے بہت سارے مفروضوں اور معتقدات کو بیک قلم منسوخ کر دیا اور ان کو لوگوں نے تسلیم بھی کیا۔ وہ اپنے دعوے کے لیے دلائل بڑے علمی انداز میں پیش کرتے ہیں۔

آخر میں جناب شمس الرحمٰن فاروقی نے اپنے تاثراتی کلمات میں انجمن ترقی اردو (ہند)، تمام مقررین اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور اپنے ادبی سفر کے سلسلے میں کچھ وضاحتیں کیں۔ انھوں نے کہا کہ آپ حضرات نے آج کی اس تقریب میں مجھے جو عزت بخشی ہے، میرے لیے یہ بہت بڑا احسان ہے اور یہ احساس ہوا ہے میں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ گنوایا نہیں بلکہ بہت کچھ حاصل کیا اور کامیاب اور کامران گزارا۔

جناب احمد محفوظ نے جلسے کی نظامت کی اور جناب جگن ناتھ آزاد نے صدارت کی ذمہ داری نبھائی۔ شکریہ ڈاکٹر اسلم پرویز نے ادا کیا۔

پروفیسر آل احمد سرور کے اعزاز میں

غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی کے زیر اہتمام پروفیسر آل احمد سرور کی ادبی و علمی خدمات کے اعتراف میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی فیکلٹی آف آرٹس کے لاؤنج میں ۱۲ر اپریل ۱۹۹۷ شام ۵ بجے جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت پروفیسر نذیر احمد نے کی۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی مہمان خصوصی تھے

ہندوستان کے اردو مصنفین اور شعراء

19/ جون کی دوپہر کو راشٹرپتی بھون میں پروفیسر گوپی چند نارنگ نے اپنی مرتبہ کتاب "ہندوستان کے اردو مصنفین اور شعرا" کی ایک جلد صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر شنکر دیال شرما کو نذر کی۔ مذکورہ ڈائرکٹری کے دوسرے مرتب عبداللطیف اعظمی ہیں۔ مرتبین نے تقریباً ایک ہزار قلم کاروں کے سوانحی کوائف مذکورہ ڈائرکٹری میں جمع کر دیے ہیں۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ مرتبین نے اردو تذکرہ نویسی کی قدیم روایت کو نئی زندگی دی ہے۔ اسی روایت کی ایک کڑی محمد حسین آزاد کی کتاب "آب حیات" آج بھی زندہ ہے۔

صدر نے مزید فرمایا کہ دہلی اردو اکاڈمی نے مذکورہ کتاب کی اشاعت کر کے حوالہ جاتی ادب کی اہم خدمت انجام دی ہے۔ انھوں نے دہلی اور اترپردیش اردو اکاڈمیوں کی سرگرمیوں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کیں۔ انھوں نے کہا ہندی اردو میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اور یہ کہ زبان کا مشکل یا آسان ہونا اضافی امر ہے۔ اصل چیز جذبے کا خلوص ہے۔

انھوں نے بسمل کی غزل کے چند اشعار سنائے جس کا پہلا شعر ہے۔

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

تقریب میں پروفیسر گوپی چند نارنگ کے علاوہ مسز منورما نارنگ پروفیسر اے۔ ایم۔ خسرو، بلراج کومل اور خواجہ حسن ثانی نظامی بھی موجود تھے

پروفیسر گوپی چند نارنگ کو فیلوشپ

راک فیلر فاؤنڈیشن نے مشہور دانشور اور اردو اکادمی دہلی کے وائس چیئرمین پروفیسر گوپی چند نارنگ کو فیلوشپ کی پیش کش کی ہے جسے انھوں نے منظور کر لیا ہے۔ پروفیسر نارنگ ۱۵/ جولائی کو اٹلی روانہ ہو گئے جہاں وہ راک فیلر اسٹڈی سینٹر میں اپنا علمی کام کریں گے۔ روم اور میلان کے علاوہ وہ پیرس اور اوسلو میں بھی لیکچر دیں گے۔

عالمی فروغ اردو ادب ایوارڈ

خلیجی ریاستوں کی سب سے فعال ادبی تنظیم مجلس فروغ اردو ادب دوحہ قطر نے برصغیر میں اردو زبان و ادب کی گراں قدر خدمات کے اعتراف کے لیے ۱۹۹۶ء سے ہر سال دو لاکھ روپے کی مجموعی مالیت کے "عالمی فروغ اردو ادب" ایوارڈ اور گولڈ میڈل دینے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ یہ ایوارڈز ہندوستان اور پاکستان میں برابر برابر تقسیم کیے جاتے ہیں۔ ۱۹۹۷ء کا "عالمی فروغ اردو ادب ایوارڈ" ہندوستان میں قرۃ العین حیدر کو افسانہ، ناول میں امتیازی اور بلند پایہ تخلیقی خدمات کے لیے پیش کیا جائے گا۔ پاکستان میں یہ ایوارڈ اشفاق احمد کو دیا جائے گا۔ گزشتہ سال یہ ایوارڈ ہندوستان میں آل احمد سرور اور پاکستان میں احمد ندیم قاسمی کو دیا گیا تھا۔ ایوارڈز کی تقریب ۲۴ر اکتوبر کو دوحہ (قطر) میں ہوگی۔ (جنگ)

جامعہ ملیہ کے نئے وائس چانسلر

جموں و کشمیر کے گورنر کے سابق مشیر جنرل ایم اے ذکی جامعہ ملیہ اسلامیہ کے وائس چانسلر مقرر کیے گئے ہیں۔ یونیورسٹی کے وزیٹر صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر شنکر دیال شرما نے ان کے نام کی منظوری دی ہے۔ جنرل ذکی مسٹر بشیر الدین احمد کی جگہ لیں گے جن کے اچانک انتقال ہو جانے سے یہ جگہ خالی ہوئی تھی۔ کے بعد یونیورسٹی کے پرو وائس چانسلر پروفیسر مشیر الحسن قائم مقام وائس چانسلر کی حیثیت سے ذمہ داریاں انجام دے رہے تھے۔ انھوں نے اس عہدے سے استعفا دے دیا ہے۔

جنرل ذکی نے ۱۹۶۵ء کی ہند پاک جنگ میں حصہ لیا تھا۔ انھیں کیرتی چکر سمیت بہادری کے لیے کئی فوجی اعزازات سے نوازا جا چکا ہے۔

مدھیہ پردیش اردو اکادمی ایوارڈ

اردو اکادمی کی تقریب اعزاز برائے ۹۶-۱۹۹۵ء میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے تقریر کرتے ہوئے ریاست کے گورنر جناب محمد شفیع قریشی نے کہا کہ فنکاروں کے اعلا کارناموں سے ہی ہمارے ملک اور کلچر کی شناخت قائم ہے۔ ان کا اعزاز دراصل اس شناخت کا اعزاز ہے۔

اس تقریب کی صدارت ریاست کے وزیر اعلا دگ وجے سنگھ نے کی۔ انھوں نے کہا کہ اردو کسی فرقہ کی زبان نہیں۔ انھوں نے اپنی سرکار کے اس عزم کو دہرایا کہ اردو کے لیے جو کچھ بن پڑے گا اس کی انجام دہی میں کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔

اردو اکادمی کا کل ہند صحافت کا "حکیم قمر الحسن اعزاز" "ہماری زبان" اور "اردو ادب" کے مدیر ڈاکٹر خلیق انجم (دہلی) کو اور تخلیقی ادب کا "میر تقی میر کل ہند اعزاز" ڈاکٹر بشیر بدر (بھوپال) کو دیا گیا۔ انھیں اکیس اکیس ہزار روپے، سند توصیف اور شال بھی دی گئی۔

صوبائی اعزازات رفعت الحسینی (بھوپال)، ڈاکٹر عقار عظیم (اندور)، ڈاکٹر شفیقہ فرحت (بھوپال)، اور ڈاکٹر عزیز اندوری (اندور) کو دیے گئے۔ انھیں پندرہ پندرہ ہزار روپے کے ساتھ سند توصیف، پلیک اور شال بھی دی گئی۔

بہترین غیر اردو لسانی فنکار کا اعزاز جناب دیوی سرن (بھوپال) بہترین پرائمری ٹیچر قاری ہادی حسن (سرونج) اور نوجوان ناقدو محقق کا ڈاکٹر قدسیہ اختر (بھوپال) کو دیا گیا۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے اردو اکادمی اور لوکل سیلف کے وزیر تونت سنگھ کیرنے کہا کہ دلوں کو جوڑنے والی زبان اردو کی ترویج و ترقی کے لیے ان کی سرکار اپنے وعدے پر قائم ہے۔ (قومی آواز)

گجرات اردو ساہتیہ اکادمی کے انعامات

گجرات اردو ساہتیہ اکادمی نے گزشتہ سال کی طرح امسال بھی ۹۴ء اور ۹۵ کی بہترین کتابوں کے ادیبوں اور شاعروں کو انعامات سے نوازا ہے۔ ۹۴ء کا پہلا انعام ۵۰۰۰ ہزار، رحمت امروہوی کے شعری مجموعے "رت جگے" پر دیا گیا۔ دوسرا انعام ۳۰۰۰ ہزار روپے وسیم ملک کی کتاب "اجالوں کا سفر" پر دیا گیا اور ۹۵ء کا پہلا انعام ۵۰۰۰ ہزار روپے حکیم ذاکر ٹونکی کے شعری مجموعے "لفظوں کے پھول" پر دیا گیا۔ ڈاکٹر پروفیسر محمد زبیر قریشی کو ان کے شعری مجموعی "حدیث نفس" اور رحمت سورتی کو ان کے مجموعہ کلام "سنجیدہ قہقہے" پر ایک ہزار کا انعام دیا گیا۔

(انقلاب)

یو این آئی اردو سروس

یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا (یو این آئی) کی اردو سروس نے گزشتہ ۵ر جون کو اپنے پانچ برس مکمل کر لیے۔ دنیا کی پہلی اردو ٹیلی پرنٹر سروس کا افتتاح ۵ر جون ۱۹۹۲ء کو اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر پی وی نرسمہا راؤ نے کیا تھا۔

دہلی کے علاوہ ممبئی، بنگلور بھوپال، لکھنؤ، رانچی، پٹنہ، سری نگر، کانپور اور اورنگ آباد کے اردو اخبارات اس سروس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ (یو این آئی)

تیسرا دہلی کتاب میلہ

تیسرا دہلی کتاب میلہ پرگتی میدان کے ہال آف اسپیشل ڈیپلے میں اگست کے مہینے میں ۹ر سے ۱۷ تاریخ تک منعقد ہوگا۔ فیڈریشن آف انڈین پبلشرز کے صدر مسٹر نریندر کمار کے مطابق اس نوروزہ میلے کے ذریعے ہندستانی ناشرین کو دنیا کے بازار میں متعارف ہونے کا موقع ملے گا۔ ہندستانی اور غیر ملکی ناشرین کے درمیان ثقافتی تعاون، ترجمے اور دوبارہ اشاعت کے حقوق پر بات چیت ہوگی۔

میلے کے افتتاحی دن "کتاب مارچ" ہوگا جو پوری دنیا میں اپنی نوعیت کا منفرد مارچ ہوگا جس میں مصنفین، فنکار، ماہرین تعلیم، مصور، رقاصاؤں، ناشرین اور اسکولی بچے شریک ہوں گے۔ یہ پرکشش جلوس انڈیا گیٹ سے شروع ہو کر پرگتی میدان میں ختم ہوگا۔

(قومی آواز)

اردو ساہتیہ ایوارڈ

اردو کے مشہور شاعر بشیر بدر، ڈاکٹر جمشید مسرور، فیاض رفعت اور گوہر عثمانی کو ہندی اردو ساہتیہ ایوارڈ کمیٹی (اتر پردیش) نے اپنے ۲۶ ویں ادبی ایوارڈ کے لیے منتخب کیا ہے۔ یہ ایوارڈ ۵ ۲ہزار روپے نقد، توصیف نامہ اور ایک

شال پر مشتمل ہوگا۔ اردو کے نوجوان شاعر حسن کاظمی کو بھی حوصلہ افزائی کے لیے پانچ ہزار روپے کا خصوصی انعام دیا جائے گا۔

شفیع تمنائی ایوارڈ

اردو کے افسانہ نگار فخر الدین عارفی کو اردو مرکز بہار کی جانب سے حضرت شفیع تمنائی ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا ہے۔ یہ ایوارڈ ان کی نثری ادبی خدمات کے لئے دیا گیا ہے۔ اس ایوارڈ کے تحت ایک توصیفی سند، ایک شال اور پانچ ہزار ایک سو روپے نقد دئے جاتے ہیں۔

نیشنل ایوارڈ

اردو کے سہ ماہی رسالے "سائنس کی دنیا" کے ایڈیٹر جناب محمد خلیل کو ان کی کتاب "ڈاکٹر سی وی رمن۔ ایک عظیم سائنس داں" پر این سی ای آر ٹی کا نیشنل ایوارڈ دیا گیا ہے۔ یہ کتاب انھوں نے بچوں کے لیے لکھی ہے، موصوف این آئی ایس سی او ایم میں سائنس داں ہیں۔ ایوارڈ ایک توصیفی سند اور دس ہزار روپے پر مشتمل ہے۔

"امتیاز میر" ایوارڈ

نامور ادیبہ محترمہ قمر جہاں کو ان کی ادبی خدمات کے لیے آل انڈیا میر اکادمی لکھنؤ نے "امتیاز میر" ایوارڈ سے نوازا ہے۔ محترمہ قمر جہاں سندروتی مہلا کالج، بھاگلپور کے شعبہ اردو سے وابستہ ہیں۔

صدر جمہوریہ ڈاکٹر شنکر دیال شرما نے گزشتہ دنوں راشٹرپتی بھون میں منعقدہ ایک تقریب میں سنسکرت، عربی، فارسی اور پالی زبان کے ۲۲ اسکالروں کو اعزاز سے نوازا، انعامات کا قیام انسانی وسائل و ترقیات کی وزارت کی جانب سے عمل میں آیا ہے۔

سلطان پور (یوپی) کے ۵۹ سالہ ڈاکٹر سید احتشام احمد انعام یافتگان میں سب سے کم عمر تھے۔ انہیں عربی زبان میں اعلا خدمات کے لیے انعام سے نوازا گیا۔ انعام پانے والے دیگر لوگوں میں عربی کے لیے ڈاکٹر بدر الدین علی الحافظ (نئی دہلی)، ڈاکٹر وی عبدالرحیم (مدراس) اور فارسی کے لیے ڈاکٹر متین احمد (مظفرپور)، محمد عبداللہ (کلکتہ) اور ڈاکٹر سمیع الدین (علی گڑھ) شامل ہیں۔

اسلم آزاد

معروف ادیب ڈاکٹر اسلم آزاد کو شعبہ اردو، پٹنہ یونیورسٹی کا صدر مقرر کیا گیا ہے۔ متعدد کتابوں کے مصنف ڈاکٹر آزاد کو قومی سطح پر اردو کے سب سے کم عمر پروفیسر کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

اجراء

طنز و مزاح کے معروف شاعر اسرار جامعی نے اپنا شعری مجموعہ "شاعر اعظم" صدر جمہوریہ ڈاکٹر شنکر دیال شرما کو راشٹرپتی بھون میں پیش کیا۔ صدر جمہوریہ نے اس موقع پر اردو کی کئی ممتاز شخصیات اور اردو اداروں کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ انہوں نے گفتگو کے دوران اردو کے کلاسیکی شعراء کا بھی ذکر کیا۔

(صفحہ 9 سے پیوستہ)

پراجیکٹ نمبر ۴۔ اردو سے اردو لغت

یہ پراجیکٹ بھی 1973 میں شروع ہوا تھا یہ لغت بھی پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ اندراج ہونگے۔ اسٹاف کی کمی کے سبب یہ کام تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

پراجیکٹ نمبر ۵۔ طلبا کے لیے اردو لغت

42 ہزار اندراج پر مشتمل طلبا کے لیے اردو۔ اردو لغت بیورو شائع کرچکا ہے۔ اسکا نیا ایڈیشن زیر طبع ہے۔

پراجیکٹ نمبر ۶۔ کتابت تربیتی مراکز۔

کتابت کے فن کو ترقی دینے کے لیے بیورو نے 48 مراکز قائم کیے ہیں جو ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔

پراجیکٹ نمبر ۷۔ اردو ٹائپسٹ تربیتی مراکز

اردو زبان کو دیگر جدید زبانوں کے دوش بدوش کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اردو ٹائپسٹ کے لیے تربیتی نظام مرتب کیا جاتا۔ لہذا ترقی اردو بیورو نے فیصلہ کیا کہ جو رضاکار ادارے اردو ٹائپسٹ کے لیے تربیتی مرکز کھولنا چاہتے ہیں ترقی اردو بیورو انھیں 50 فیصد گرانٹ دے گا اس کے تحت 4 ادارے چل رہے ہیں۔ دہلی میں غالب اکاڈمی اور اردو اکاڈمی میں اس طرح کے مراکز قائم ہیں۔

پراجیکٹ نمبر ۸۔ اردو مختصر نویسی تربیتی مراکز

اردو ٹائپسٹ کے لیے تربیتی مراکز کو 50 فیصد گرانٹ دی جاتی ہے انھیں خطوط پر اردو مختصر نویسی کو فروغ دینے کے لیے بھی رضاکار اداروں کو گرانٹ دی جاتی ہے۔ اس طرح کے 4 مراکز کام کر رہے ہیں دہلی میں غالب اکاڈمی اور اردو اکاڈمی میں اس طرح کے مرکز ہیں۔

پراجیکٹ نمبر ۹۔ اردو ٹائپ رائٹر کی ترقی

دوسری زبانوں کے ہمدوش کرنے کے لیے اردو میں نہ صرف ٹائپ اور مختصر نویسی بلکہ اردو ٹائپ رائٹر کو بھی پہلے سے بہتر بنانے اور ترقی دینے کی ضرورت تھی اس لیے بیورو نے اس سمت میں پیش رفت کی اور اب پہلے سے بہتر ٹائپ رائٹر دستیاب ہیں یہ ٹائپ رائٹر گوڈریج کمپنی بناتے ہیں۔ اور اب اردو کے ٹائپ رائٹر کو بیرون ملکوں سے برآمد کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

پراجیکٹ نمبر ۱۰۔ اردو املا

اردو میں درست تلفظ اور تحریر کے لیے علم ہجا کو لمبے عرصے تک نظر انداز کیا گیا۔ بیورو نے اس غرض سے املا کمیٹی قائم کی اور اس کمیٹی کی سفارشات کے مطابق املا نامہ شائع کیا جس کی کئی بار طباعت ہو چکی ہے۔

پراجیکٹ نمبر ۱۱۔ وضاحتی کتابیات

علاوہ ازیں اردو میں وضاحتی کتابیات کی تیاری کا کام بھی اس نے انجام دیا اور اس سلسلے میں دو کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں 1976 اور 78-1977 کی اردو مطبوعات کی وضاحتی فہرست شامل ہے۔

پراجیکٹ نمبر ۱۲۔ اردو مراسلاتی کورس

اردو کی عالم گیر مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہو

رہا ہے لہٰذا ضروری معلوم ہوا کہ خط و کتابت کے ذریعہ اردو سکھانے کا کام شروع ہو۔ اس پراجیکٹ کے تحت خط و کتابت کے ذریعہ اردو سکھانے کا نصاب مندرجہ ذیل ہوگا۔

پرائمری نصاب، سکنڈری نصاب اور ڈپلوما کورس۔

پراجیکٹ ۱۳۔ نور اللغات، کی دوبارہ اشاعت

پراجیکٹ ۱۴۔ منتخب اللغات کی دوبارہ اشاعت

پراجیکٹ نمبر ۱۵۔ تعلیم بالغان۔

اس ضمن میں بیورو ترقی اردو ریڈر اور بہوت پریت کے نام سے دو کتابیں شائع کر چکا ہے۔

مندرجہ بالا پراجیکٹ اور پروگرام کے علاوہ بیورو (اب قومی اردو کونسل) مندرجہ ذیل اہم فرائض انجام دے رہا ہے۔

نمبر ا۔ اردو کتابوں کی فروخت اور نمائش

ترقی اردو بیورو میں کتابوں کی تیاری کا کام 1971 میں شروع ہوا تھا پھر اس کی طباعت اشاعت اور فروخت کا کام شروع کیا گیا۔ 1977 میں بیورو کے دفتر میں اردو کتابوں کی فروخت اور نمائش کے لیے ایک اکائی قائم کی گئی ملک بھر کے انفرادی خریداروں کے علاوہ کتب فروشوں اور لائبریریوں کو ان کی طلب کے مطابق کتابیں فراہم کی جاتی ہیں۔

بیورو کی مطبوعات کی فروخت کا مندرجہ ذیل گوشوارہ اردو کتابوں کی مقبولیت کی شہادت دیتا ہے۔

بیورو کی کتابوں کو کئی بار شائع کرنا پڑا ہے بعض کتابیں مثلاً اردو یہ مفردہ، بھارت کا آئین وغیرہ کی زبردست مانگ رہی ہے۔

77-1976 سے 1983 تک بیورو کی مطبوعات کی مقبولیت کا مندرجہ ذیل گوشوارہ ایک بہتر اندازہ فراہم کرتا ہے۔

1976-77	71638-74	روپے
1977-78	150226-25	روپے
1978-79	172238-25	روپے
1979-80	185217-75	روپے
1980-81	311003-55	روپے
1981-82	218896-30	روپے
1982-83	300290-53	روپے
جون 1983	42993-90	روپے

ترقی اردو بیورو دو میقاتی رسائل بھی شائع کرتا ہے۔ فکر و تحقیق شش ماہی رسالہ ہے اس میں تحقیقی نوعیت کے مقالے شائع ہوتے ہیں اب تک اس کے چھے شمارے شائع ہو چکے ہیں۔

اسی طرح ابتدا سے ہی ترقی اردو بورڈ خبر نامہ شائع کرتا ہے جس سے نہ صرف اردو بیورو کی کارکردگی اور مرکزی سرکار اور مختلف ریاستی سرکار کی طرف سے اردو کی ترقی کے کاموں سے لوگوں کو واقفیت حاصل ہوتی ہے بلکہ اردو کے تعلق سے پیدا ان کی غلط فہمیاں بھی دور ہوتی ہیں۔

1980 سے اردو دنیا کے نام سے باقاعدہ طور پر رسالہ کی صورت میں یہ خبر نامہ شائع ہو تا رہا ہے۔ یہ خبر

نامہ قارئین کو مفت فراہم کیا جاتا ہے۔

گجرال کمیٹی کی قابل عمل سفارشات کی عمل آوری کے لئے کوشش بھی بیورو اب قومی اردو کونسل کے فرائض میں داخل ہے۔ اس سلسلے میں جعفری کمیٹی اور آل احمد سرور کمیٹی کی سفارشات کے بعض حصوں پر عمل کر کے محکمہ ڈاک و تار، محکمہ ریل اور مرکزی سرکار کے کئی محکموں میں اردو کو اسکی جگہ دلانے کی کوشش ہوتی رہی ہے۔

اردو اکاڈمیوں سے رابطہ

بیورو کے فرائض میں اردو کی ترقی کے لیے اردو اکاڈمیوں کی مربوط کوششوں پر نظر رکھنے اور تمام اکاڈمیوں میں تال میل پیدا کرنے کے لیے اقدام بھی شامل ہے۔ اس سلسلے میں بیورو ہندستان کی اردو اکاڈمیوں کے کئی جلسے کر چکا ہے۔ ان سے اردو اکاڈمیوں کو اپنے پروگرام اور خاص طور پر اشاعتی پروگرام کو بہتر بنانے میں مدد ملی ہے۔

ریاستی اردو اکیڈمی اور ترقی اردو بیورو کی رابطہ کمیٹی کے چھٹے اجلاس میں کئی اہم تجاویز منظور ہوتی تھیں جن میں بنیادی قاعدہ اور رہنما اصول برائے تعلیم بالغان، دو لسانی لغات کی تدوین، مختلف ریاستوں میں اردو کے ارتقا، مختلف شہروں میں اردو کتابوں کی نمائش، اردو ڈائرکٹری، تعلیم بالغان کے کوچنگ سینٹر، اور سیل ڈپو کے قیام کے لیے اقدام کی بات کہی گئی تھی۔ قومی اردو کونسل نے جولائی میں رابطہ کمیٹی کی میٹنگ کی تھی جس کے اہم فیصلے آئندہ صفحات میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

بیورو کی امدادی اسکیمیں

اردو زبان، ادب، اردو طلبا، تکنکی ماہرین کتب فروش، ناشرین، مصنفین اور مترجمین، صحافت اور طباعت ہر ایک شعبے کی ترویج و ترقی، اردو کو سرکاری محکموں میں مناسب مقام دلانے اور آئین نے جو حقوق اردو لسانی اقلیت کو دیے ہیں ان پر عمل آوری کے اقدامات اور ان پر نظر رکھنے کی ذمہ داری بھی ترقی اردو بیورو اب قومی اردو کونسل کے سر ہے اس سلسلے میں گجرال کمیٹی، آل احمد سرور کمیٹی اور سردار جعفری کمیٹی کی سفارشات کے قابل عمل حصول پر عمل آوری کے لیے اقدام میں خاطر خواہ پیش رفت نہ ہو سکی۔ بہرکیف اردو مطبوعات خاص طور علمی، تنقیدی اور سائنسی موضوعات پر ایسی مطبوعات کے لیے جن کو سرکاری امداد نہیں ملی ترقی اردو بیورو اب قومی اردو کونسل امداد فراہم کرتا ہے اور اس غرض سے ایسی مطبوعات کی کاپیاں خرید کر اردو لائبریریوں کو مفت بھجوا ہا ہے۔

علاوہ ازیں NCPUL منتخب عنوانات پر تصانیف اور تراجم کی اشاعت کے لیے مسودوں کو خاطر خواہ علیہ بھی دیتی ہے۔

NCPUL ایسے رضاکار اداروں کو مالی امداد دیتا ہے جو کم سے کم تین برس سے ... ان اداروں کو کتابوں کی اشاعت ... مشاعرے، سیمینار وغیرہ ... کرنے کے لیے بھی امداد دیتا ہے۔

National Council for Promotion of Urdu Language, New Delhi
Acc No. 5154/FS
15/10/08

عربی فارسی

عربی فارسی کی ترقی کے لیے کئی اسکیمیں جو پہلے شعبہ سنسکرت کے تحت تھیں اب NCPUL کو دے دی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں تفصیلات کے لیے کونسل سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

1994 کو ترقی اردو بورڈ کا خاتمہ ہوگیا اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے نام سے ایک رجسٹر سوسائٹی بنی جو اب خود مختار ادارے کی حیثیت سے وہ تمام کام یہ ادارہ انجام دے گا جو پہلے ترقی اردو بورڈ اور ترقی اردو بیورو انجام دیا کرتا تھا۔

یکم اپریل 1996 کو سرکزی سرکار کے حکم نامہ نمبر (۲) 3-7/94D مورخہ 29/3/96 کے تحت ترقی اردو بیورو کو قومی کانسل برائے فروغ اردو زبان میں ضم کردیا گیا۔ اور اس طرح مرکزی بورڈ، ترقی اردو بورڈ، اردو سیل اور ترقی اردو بیورو کا سفر ایک منزل پر پہنچ کر ایک نئے موڑ پر کھڑا ہے۔

ترقی اردو بیورو نے ابتدا سے 1984 تک طوفانی رفتار سے اور اسکے بعد 1990 تک ست گامی کے ساتھ ترقی کی۔ 90 سے 96 تک اسکی رفتار کم و بیش منجمد رہی اور اب انشاء اللہ قومی کونسل برائے فروغ اردو اپنے پیش رو اداروں کی قابل قدر وراثت کو مزید چار چاند لگائے گا۔

اردو اکاڈمی اور دیگر رضاکار اداروں سے رابطہ

اردو کی ترقی کیلئے مختلف اقدامات میں مصروف اردو اکاڈمیاں اور دیگر رضاکار اداروں کے درمیان تال میل اور رابطے کی کمی کے سبب تکرار کار اور اس باعث اصراف بیجا اور انسانی توانائی کا زیاں ایک عمومی منظر کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

کئی اردو اکاڈمیاں بالکل یکساں کام کر رہی ہیں۔ ایک ہی کتاب کی طباعت کیلئے ایک سے زیادہ اداروں کا مصروف کار ہونا، ایک دوسرے کے تجربات سے ناواقف ہونا ایک عام بات ہے۔

اگر ان اداروں کے درمیان رابطہ کی مضبوط کڑی موجود اور فعال ہو تو نہ صرف ان اداروں کا بلکہ مجموعی طور پر اردو کا بھلا ہوگا۔

چونکہ تعلیم کا معاملہ ریاستوں اور مرکزی سرکار کی مشترکہ ذمہ داری ہے اس لئے اردو تعلیم کی ریاستوں میں توسیع کے معاملے میں مرکزی سرکار اپنی ذمہ داری کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔

مذکورہ بالا حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے قومی کونسل کے ڈائرکٹر ڈاکٹر ایم حمید اللہ بھٹ نے اردو زبان اور تعلیم کی توسیع کے کام میں مصروف غیر سرکاری اداروں کے درمیان بھی رابطہ کی کڑی بننے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس سلسلے میں ضروری اقدامات کئے جارہے ہیں۔ اس سلسلے میں اکاڈمیوں کے سربراہوں کا ایک جلسہ ستمبر میں منعقد ہوگا۔

بزم خیال ۔ چند خطوط

لغات ابجد شماری

مکرمی و محترمی ڈائریکٹر صاحب! سلام مسنون

امید کہ بعافیت ہوں گے ۔ "لغات ابجد شماری" (۱۹۹۲ء) جلد اول، حصہ اول مصنف ڈاکٹر سید احمد صاحب لنکاسٹر یونیورسٹی، کناڈا یورو سے راقم نے ابھی حال ہی میں منگوائی فن تاریخ گوئی پر حالاں کہ کم و بیش سو کتابیں ہیں اور رسائل و جرائد میں مضامین علاحدہ ہیں مگر یہ تصنیف جس وقت نظر اور سائنٹفک اصول پر لکھی گئی ہے وہ تاحال تمام گذشتہ تصانیف پر فوقیت رکھتی ہے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت اور خوبی یہ ہے کہ از اول تا آخر مصنف موصوف نے اختلافی مسائل میں اپنے مرتب و اخذ کردہ اصول و مبادیات سے سر مو انحراف نہیں کیا ہے گو بعض اخذ کردہ اصولوں سے اختلاف کی گنجائش ہے۔

چونکہ خاکسار دور افتادہ معمولی سے گانوں کا باشندہ ہے جناب ڈاکٹر سید احمد صاحب کی خدمت میں کناڈا اپنے چند معروضات و گزارشات نہیں پہنچا سکتا اس لیے مناسب خیال کیا کہ آپ کی خدمت عالی میں پیش کر دیے جائیں :۔

(۱) ص ۳۲ پر قائم چاندپوری کی وفات کے مادہ :

" قائم بنیاد شعر ہندی نہ رہی کیا کہیے اب آہ"

(۱۲۰۸ء)

میں "آہ" کے الف ممدودہ کے دو عدد محسوب کیے ہیں۔ ڈاکٹر حنیف نقوی صاحب نے بھی ایسا ہی کیا ہے (ر۔ک ، نوائے ادب ، بمبئی ، اپریل ۱۹۷۶ء ص ۶۴۔۶۳) لیکن یہ تاریخ دراصل مستزاد میں ہے اور ایک عدد کا تعمیہ تدخلہ موجود ہے، قطعہ درج ذیل ہے :۔

جب سیل فنا ملک عناصر میں بہی آکر ناگاہ
قائم کے جو تن کی تھی عمارت سو ڈہی لی زیست نے راہ
جرات نے کہی رو کے یہ تاریخ وفات "یکتائی کے
ساتھ"

"قائم بنیاد شعر ہندی نہ رہی کیا کہیے اب آہ"

۱۲۰۷ھ = ۱۲۰۸ھ

یعنی "آہ" کے صرف چھ عدد نہ کہ سات ۔ غالباً "یکتائی کے ساتھ" پر غور نہیں فرمایا گیا۔

(۲) ص ۳۳ پر شاہ جہاں کی ولادت کا مادہ ہے :۔

زجود شاہ جہاں بادشہ ملک آرائے (۱۰۰۰ھ)

اس تاریخ میں "آرائے" کی الف ممدودہ کے دو عدد حساب میں لیے ہیں۔ یہ تاریخ سنجر طہرانی کے اس بارہ بیتی قصیدہ سے ماخوذ ہے جو صنعت ترصیع میں کہا گیا ہے، جس کے ہر مصرع سے مطلوبہ سنہ حاصل ہو رہا ہے۔ یہ پورا قصیدہ "مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن" کے وزن میں ہے جب کہ مذکورہ مصرع اس وزن اور بحر سے خارج ہے مکمل شعر یہ ہے جو قصیدہ میں نمبر ۳ پر ہے۔

(۱۰۰۰ھ) "زجود شاہ جہاں بادشاہ ملک آرائے" پدید

آزدر شاہوار صد عماں ۱۰۰۰ھ

تسلیم سہسوانی نے بھی منقولہ بالا مادہ کا املا "بادشاہ" کے ساتھ ہی لکھا ہے نہ کہ "بادشہ" (ملہم تاریخ ص ۳۸) پر پورا شعر ہے :۔

زجود شاہ جہاں بادشا(ہ) ملک آرائے۔ پدید آر (آز)
درشاہوار صد صائماں ۱۰۰۰ھ

ظاہر ہے کہ تاریخ کو ایک ہی شعر میں دوہرا معیار کیسے اختیار کر سکتا ہے ؟ یعنی آرائے کے ممدودہ کے دو عدد اور "آز" میں ایک عدد۔

اس سلسلہ میں تسلیم سے جو فقرہ منسوب کیا ہے :۔

"جو لوگ ناواقف ہیں وہ الف مقصورہ و الف ممدودہ میں فرق نہیں کرتے" (لغات ابجد شماری ص ۳۳) وہ تسلیم صاحب کا قول نہیں بلکہ نواب حسین علی خاں اثر کا ہے جسے تسلیم صاحب نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے نیز فقرہ میں "الف ممدودہ و مقصورہ" میں تقدیم و تاخیر بھی ہے لیکن بہر حال مفہوم میں فرق واقع نہیں ہوتا "وہ" بھی فقرہ میں زائد لکھا ہے۔ لیکن اصل میں عرض کرنا یہ ہے کہ تسلیم نے شاہ جہاں کی ولادت کے مادہ کو الف ممدودہ کے ایک شمار کرنے کی مثال میں پیش کیا۔ دو عدد کی مثال میں صنعت مساوی الاعداد میں یہ تاریخ لکھی ہے :۔

ہر "داروغہ" بسا لش گفت و مہ گفتا "غیور" ۱۲۱۶ھ
گفت در گوشم عطارد "آورخ آورخ" کن رقم ۱۲۱۶ھ
(ملہم تاریخ ص ۷۳)

نیز دو ایک دیگر تاریخیں بھی دی ہیں۔ بہر حال مذکورہ دونوں تاریخوں میں سہو ہونے کے سبب نتیجہ بھی درست بر آمد نہیں ہو سکا۔

(۳) نواب آصف الدولہ کی تاریخ وفات پر جو اورنگ زیب کے مادہ وفات سے ماخوذ ہے، مولانا دلدار علی نے قطعہ کہا جس کا مادہ :

"ہنناروح، وریحان" وجنت النعیم" ۱۲۱۲ھ (لغات ابجد شماری ص ۳۴)

ہے۔ اسے کھڑے زبر (الف) کو ایک محسوب کرنے کی مثال میں پیش کیا ہے۔ لیکن طاس ولیم بیل نے مکمل قطعہ لکھتے ہوئے مادہ کا املا درج ذیل بتلایا ہے :۔

"ہاہنا روح و ریحان و جنات النعیم" ۱۲۱۲ھ (فتاح التواریخ ص ۳۶۵) از روئے لغت بھی "ہاہنا" لکھنا درست ہے (ملاحظہ ہو لغات ہیرا ص ۹۵۱ لفظ ہاہنا" کے تحت بمعنی اس جگہ رہا تنبیہ کا م اس کا املا ہاہُنا بھی ہے) نیز صاحب مصباح اللغات نے "ہاہناہ" بھی لکھا ہے (ص ۹۷۲ کالم ۱) بہر کیف لغات ابجد شماری کا مندرجہ بالا مادہ کم از کم مشکوک ضرور ہو جاتا ہے۔

سید علی نقی ماژندرانی نے بخشوع میاں کا سال وفات بھی تعمیہ تدخلہ کے ساتھ مذکورہ مصرع سے بر آمد کیا ہے۔

آمدہ این مصرع دلکش کہ با "احمد" بگو ۵۳
ملاحظہ ہو "حقیقت السورت"
"ہاہناروح وریحان وجنات النعیم"
۱۲۱۲=۱۲۶۵ھ ص ۹۷ مطبوعہ ۱۳۱۷ھ

(۴) انشاء کی وفات کا مادہ :

"اے واے کے مردہ قدر دان شعراء" ۱۲۳۳ھ (ہمزہ محسوب۔ ص ۳۱)

لیکن قاضی عبدالودود صاحب نے ۱۲۳۲ھ ہی تسلیم کیا ہے۔ اس صورت میں ہمزہ صفر محسوب ہوگا (ملاحظہ ہو فرہنگ آصفیہ پر تبصرہ ص ۱۱) لیکن دیگر تمام مادے ۱۲۳۳ ہی کے بر آمد کیے گئے ہیں۔ للٰہذا ۱۲۳۳ ہی درست ہے۔

(۵) ص ۵۳ سطر تا ۵۴ فی البدیہہ تاریخ کہنے کو ڈاکٹر سید احمد صاحب نے تقریباً ناممکن بتلایا ہے (ص ۵۴ سطر ۴) لیکن سید محمد علی جو یا حقہ کا ایک کش لگا کر تاریخ کہہ دیا کرتے تھے (ملاحظہ ہو تذکرہ شعرائے جے پور) یہی عالم تسلیم صاحب کا تھا۔ یہی حال دیگر اساتذہ کا بھی تھا جو مختلف تذکروں میں موجود ہے۔ ولادت کی تاریخ کے بارے میں فرمایا ہے کہ لوگوں کو سات آٹھ مہینہ کا وقت ملتا ہے۔ مومن کو بھی اپنی لڑکی کی ولادت کی تاریخ کے لیے آٹھ مہینے کا وقت ملا تھا، (سطر ۱۳)

نال کٹنے کے ساتھ ہاتف نے کہی تاریخ "دختر مومن" ۱۲۵۹ (ص ۶۹)

کیا مومن کو معلوم تھا کہ لڑکی پیدا ہوگی یا پھر لڑکی اور لڑکے کی دو تاریخیں کہی ہونگی۔ لیکن جب لڑکی پیدا ہوئی تو لڑکے کی تاریخ کا کیا ہوا اور پھر ہر تاریخ کو ولادت کے دو مادے ہی موزوں کر کے رکھتا ہوگا۔ دراصل بعض دفعہ تاریخ فی البدیہہ آسانی سے ہو جاتی ہے۔

(۶) محمد قطب علی (قلی) شاہ کی تاریخ پیدائش کو "غالباً عصری" بتلایا ہے (ص ۵۴ آخری سطریں)

باعث روزی اہل عالم (۹۷۳ھ)

لیکن "کلیات محمد قلی قطب شاہ" کی مرتبہ ڈاکٹر سیدہ جعفر نے اسے ابراہیم کے ایک درباری شاعر سے منسوب کیا ہے۔ قطعہ شہزادے کے جشن ولادت پر کہا تھا (ملاحظہ ہو مذکورہ کلیات صفحہ ۲۹، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی ۱۹۸۵ء) اس لیے "غالباً" لکھنا شک پیدا کرتا ہے۔

(۷) ص ۵۶ :۔ "ہمایوں بادشاہ از بام افتاد" ۹۶۲ھ ("بکمی یک عدد" لکھنا چاہیے)

میر عبدالحیٔ نے مکمل مادہ بھی کہا تھا:

"ہمایوں بادشاہ من از بام او فتاد" ۹۶۳

اسی صفحہ پر جہانگیر کی وفات کا مادہ کشتی بھی بکمی یک عدد ہے:

خرد گفتا۔ "جہانگیر از جہاں رفت" ۱۰۳۶ھ

یہ واقعہ ۱۰۳۷ھ میں ہوا تھا مادے بھی ۱۰۳۷ کے ہیں مثلاً :۔

"جہانگیر از جہاں عزم سفر کرد" ۱۰۳۷ھ

(۸) ص ۲۷ حاشیہ نمبر ۸ :۔ منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی کو "انور علی" ص ۲۹ حاشیہ نمبر ۹ میں "نور علی" اور "ملہم تاریخ" کو ص ۴۳ حاشیہ نمبر ۲۱ میں ملاہم تاریخ لکھا۔ ص ۳۱ حاشیہ ۱۲ نیز ص ۷۵ سطر ۴ میں عندلیب تواریخ "کو "عندلیب تاریخ" ص ۴۹ پر مادہ "تین چکر لگائے روزگار" میں "تین چکر" کے بعد "گر" حذف ہو گیا ہے: "تین چکر گر لگائے روزگار" ہونا چاہیے۔

(۹) ص ۷۵ اندرا گاندھی کی تاریخ ولادت کا مادہ :۔

"فخر دو جہانی" (۲×۹۵۹=۱۹۱۸ھ)

یہ صنعت ضرب میں نہیں ہو سکتا تو قتیکہ مکمل مادہ نہیں لکھا جائے یعنی :۔

کہیں دو بار "فخر دو جہانی" ۱۹۱۸ھ

(۱۰) ص ۴۴ سطر ۶ تا ۸ پر بینات کے ذریعہ اعداد حاصل کرنے کے سلسلہ میں فرماتے ہیں : واضح رہے کہ بینات حاصل کرنے میں حروف کے فارسی تلفظ استعمال کرتے ہیں مثلاً "ب" کو "با" کہتے ہیں تب بینہ لیتے ہیں، اسے "بے" نہیں کہتے، جواب عام اردو تلفظ ہے"۔ (بحوالہ فیروز اللغات)

لیکن اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اردو تلفظ مثلاً بے، تے، ثے وغیرہ کے ذریعہ بھی بینہ لے سکتے ہیں، اساتذہ نے اردو تلفظ سے بھی تاریخیں بر آمد کی ہیں مثلاً جویا کی درج ذیل تاریخ ملاحظہ ہو :۔

"سریر آرائے آرائے کن آبادی مبارک ہو"

۱۲۸۶ھ (خیابان تاریخ ص ۵۹، ۱۲۵۶ھ) اس مادہ میں ملفوظی اردو طریقے سے بناتے ہوئے عدد اخذ کیے ہیں یعنی یے بے، رے وغیرہ لیکن مادہ میں کوئی لفظ محذوف ہے جس کے سبب ۱۲۵۶ حاصل ہوتے ہیں فارسی تلفظ سے اور بھی کم عدد حاصل ہوں گے۔ یعنی : سین رے یے رے + الف رے الف یے + الف رے الف یے + کاف نون + الف بے الف + دال یے + میم بے الف رے کاف + ہے واو بھی سنہ مکمل مادہ سے بر آمد ہوتا ہے یعنی زبر میں فارسی ملفظ سے صرف ۱۱۴۷ ہی نکلتے ہیں :۔

سین رلیا را + الف راالف یا + الف راالف یا + کاف نون + الف باالف دال یا + میم یاالف راکاف + ہاولو ۱۱۴۷۔

"دیوان ناسخ" کی طباعت کا سال بھی اسی تلفظ سے "دیوان ناسخ" ہی سے نکالا ہے (۱۲۳۲ھ) یعنی دال یے ولو الف نون ر نون الف سین خے (دیوان ناسخ ۲ : ۲۱۹)

سید لطافت نے بھی ایک حوض کی تاریخ (۱۸۷۷ء) اردو تلفظ کے ذریعہ زبر و بینہ میں تاریخ حاصل کی ہے (ملاحظہ ہو ریاض لطافت ص ۳۶۶)

بہر حال زبر و بینہ میں عموماً فارسی تلفظ ہی لیتے ہیں۔

(۱۱) اگرچہ فارسی میں "تعمیہ" مادے کے اعداد میں کچھ عدد کے لفظ کو داخل کرنے کے معنی میں ہی لیا جاتا ہے (ص ۴۹-۴۸) لیکن دراصل "تعمیہ یا تعبیہ" عیب چھپانے کے معنی میں آیا ہے چنانچہ اردو میں بجائے "تعمیہ" "تدخلہ" کا استعمال ہونا چاہیے۔ گویا تعمیہ لغوی اعتبار سے تدخلے اور تخرجے دونوں پر محیط ہے۔ عدد گھٹانا بھی تو آخر عیب ہی ہے اور یہ دونوں عمل ہنر مندی کے ساتھ کیے جاتے ہیں۔ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے۔

(۱۲) صفحہ ایک سے سولہ تک کی جلد بندی دوہرے صفحات میں ہے۔ بعض صفحات پر املا کی اغلاط بھی موجود ہیں صفحہ ۱ تا ۶۱ تک پروف ریڈنگ کا خیال رکھنا چاہیے تھا، جس طرح ہم عدد الفاظ میں اہتمام کیا ہے ۔ ۱۲

عبدالرؤف خاں اودئی کلاں ضلع سوائی مادھوپور (راج) 322201

قارئین کی توجہ کے لیے خطوط صاف، کاغذ کے ایک طرف اور بین السطور ایک سطر کی گنجائش رکھ کر لکھے جائیں۔

وفیات

☆ ممتاز ماہر قانون، شاعر، اور مجاہد پنڈت آنند نرائن ملا کی وفات سے اردو کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ ملا صاحب ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ ان کا مجموعہ کلام کچھ ذرے کچھ ستارے، مضامین کا مجموعہ کچھ نثر میں اور خود نوشت میری حدیث عمر گریزاں زندہ جاوید کتابیں ہیں ملا صاحب کا مذکورہ ذیل فقرہ سنہری حروف کا مستحق ہے۔ "اردو میری مادری زبان ہے۔ میں اپنا مذہب چھوڑ سکتا ہوں لیکن مادری زبان نہیں"۔

☆ میراجی، اور قیوم نظر کے فوراً بعد پروان چڑھنے والے شعرا میں فارغ بخاری کی حیثیت نمایاں ہے۔ فارغ بخاری کے انتقال سے اردو ایسے جدید شاعر سے محروم ہوگئی جس کے یہاں زندگی بھی تھی اور توانائی بھی ان کی پیدائش ۱۹۱۷ء میں ہوئی۔ انہوں نے اردو کے علاوہ پشتو میں بھی کئی تصانیف چھوڑی ہیں۔ خوشبو کا سفر، اور البم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

☆ مجاور حسین یعنی نکہت، جاسوسی دنیا رومانی دنیا اور طلسمی دنیا کے مقبول مصنف شکیل جمالی ۷۳ برس کی عمر میں انتقال فرماگئے شکیل جمالی اس مقبول عام ٹیم کے رکن تھے جن میں ابن صفی (اسرار ناروی) علی عباس حسینی اور راہی معصوم رضا شامل تھے۔ دو دہائی پہلے نوجوانوں کے ...سوں میں انکی تحریریں طوفان اٹھایا کرتی تھیں۔

☆ جنگ کراچی کے ادبی ایڈیشن کے انچارج مظفر امکان پولس فائرنگ سے انتقال فرماگئے۔ ان کے ساتھی صحافی کامران رضوی بھی زخمی ہوئے۔ یہ لوگ موقعہ واردات پر آنکھوں دیکھا حال معلوم کررہے تھے۔

★ تاخیر سے موصولہ ایک اطلاع کے مطابق فروری کے آخری ہفتے میں ڈاکٹر تاراچرن رستوگی کا انتقال ہوگیا۔ وہ کئی برس سے کینسر میں مبتلا تھے اور گوہاٹی (آسام) میں تنہائی اور گوشہ نشینی کی زندگی گزار رہے تھے۔ ان کا تعلق بریلی کے ایک باعزت کائستھ گھرانے سے تھا اور وہ ایک سرکاری کالج کے پرنسپل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے تھے۔ انگریزی ادبیات پر ان کی بڑی اچھی نظر تھی اس کے ساتھ ساتھ وہ اردو اور فارسی زبان وادب سے بھی گہرا شغف رکھتے اور تصوف اور تاریخ سے بھی انھیں دلچسپی تھی۔ کچھ برس پہلے بیوی اور دو جوان بیٹوں کی حادثاتی موت نے انھیں توڑ کر رکھ دیا تھا لیکن ان کا لکھنے پڑھنے کا شغل آخر تک جاری رہا۔ انتقال کے وقت ان کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔

★ ممتاز عالم دین اور بے شمار علمی کتب و رسائل کے مصنف و مرتب مولانا منظور احمد نعمانی کا طویل علالت کے بعد ۴ راپریل کو لکھنؤ میں انتقال ہوگیا۔ وہ ۹۲ برس کے تھے۔ انکی تصنیفات کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے جن میں مختصر رسائل بھی ہیں اور ضخیم کتابیں بھی۔ ان کی ایک اہم کتاب "معارف الحدیث" ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ انھوں نے چند برسوں ندوۃ العلما لکھنؤ میں حدیث کا درس بھی دیا تھا۔ وہ ایک اچھے خطیب اور مقرر بھی تھے اور اپنے خیالات کا اظہار بڑے علمی استدلال کے ساتھ کرتے تھے۔ انکی نماز جنازہ دارالعلوم ندوہ میں ادا کی گئی اور تدفین قبرستان عیش باغ میں عمل میں آئی۔ پس ماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی، مولانا حفیظ نعمانی، محمد احسان نعمانی اور مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی شامل ہیں۔

★ ریاست جموں وکشمیر کے نامور ناول و افسانہ نگار اور بزرگ صحافی موہن یاور کا ۱۱ر مئی کو جموں میں انتقال ہوگیا۔ وہ ۷۰ برس کے تھے۔ مسٹر یاور کچھ عرصہ سے علیل تھے اور انھیں سانس کا عارضہ تھا۔

(صفحہ 23 سے پیوستہ)

جراثیم کی وجہ سے مواد پڑ جانا، ان کا سڑ جانا اور مریض کی ہلاکت تھی فرانس کے لوئیس پاسچر (Louis Pas-teur) ۱۸۲۲ء تا ۱۸۹۵ء نے یہ ثابت کر دیا کہ زخموں میں مواد خود بخود نہیں پڑتا بلکہ جراثیم کی وجہ سے یہ کیفیت ہوتی ہے۔

انگلستان کے مشہور سرجن لارڈ لسٹر (Lister) ۱۸۲۷ء۱۹۱۲ء نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر جراثیم کو زخموں میں نہ داخل ہونے دیا جائے تو مواد نہیں پڑے گا۔ اور مریض ان مشکلات سے دوچار نہیں ہوگا، جن کا خاتمہ اکثر موت پر ہوتا تھا۔ انہوں نے آپریشن کے لئے ایک نئے طریقے کی بنیاد ڈالی، جسے جراثیم کش سرجری کہہ سکتے ہیں اس طریقہ سرجری میں سرجن کے ہاتھ، مریض کا جسم اور وہ اوزار جو آپریشن میں استعمال ہوتے تھے، وہ سب ایک ایسے رقیق مادے سے دھوئے جاتے تھے جو جراثیم کش تھا۔ لسٹر نے اس مقصد کے لئے کاربونک ایسڈ کا استعمال کیا۔ اس طریقہ آپریشن سے انتہائی خوشگوار نتائج بر آمد ہوئے اور آپریشن موت کا پیشہ خیمہ نہ رہا۔ سرجری کے فن میں یہ انقلاب عظیم تھا۔ لسٹر کے بعد لوگوں نے اس راہ میں مزید ترقی کی جراثیم کش سرجری کے بجائے بغیر جراثیم سرجری کی بنیاد پڑی یعنی ایسے طریقے استعمال کئے جانے لگے جس سے جراثیم زخم کے قریب ہی نہ آنے پائیں۔ آپریشن سے قبل سرجن دھلے ہوئے صاف کپڑے پہنتا ہے، نقاب سے اپنا منہ اور ناک ڈھک لیتا ہے تاکہ سانس لیتے یا باتیں کرتے وقت جراثیم فضا میں نہ منتشر ہونے پائیں۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک کئی بار صابن سے دھوتا ہے تاکہ اس کے ہاتھ بالکل صاف ہو جائیں اس کے بعد وہ ایسا گون پہنتا ہے جسے خاص طور پر اس طرح طرف صاف کیا جاتا ہے کہ اس میں جراثیم نہ ہوں۔ اسی طرح کے ربر کے دستانے بھی پہنتا ہے۔ وہ سب لوگ، جو آپریشن میں اس کی مدد کرتے ہیں اسی طرح تیار ہوتے ہیں مریض کے اس حصہ جسم کو جہاں آپریشن ہونے والا ہے آیوڈین یا کسی اور جراثیم کش دوا سے صاف کرتے ہیں۔ اس کے بعد مریض کے سارے جسم کو سوائے آپریشن کی جگہ کو ایسے کپڑے سے ڈھک دیتے ہیں جن میں جراثیم نہ ہوں اس کے بعد ایسے اوزار سے آپریشن کیا جاتا ہے جنہیں خاص طور پر اس طرح صاف کیا جاتا ہے کہ وہ جراثیم سے پاک ہوں۔

بے ہوشی اور بغیر جراثیم، سرجری نے اس فن میں ایسا انقلاب پیدا کیا کہ اب پیٹ، سینہ، گردن، دماغ، ہاتھ پیر، بدن کے سب جوڑ، ریڑھ کی ہڈی اور نخاع غرض کہ بدن کے ہر حصے کا آپریشن ہو سکتا ہے۔

سرجری کے علم و فن میں ترقی کا کوئی تذکرہ اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایکسرے، خون کی نالیوں کے ذریعے رقیق اشیاء کو بدن میں داخل کرنے کے عمل اور جراثیم کش دواؤں کا ذکر نہ کیا جائے۔

ایکسریز کی دریافت ۱۸۹۵ء میں ایک جرمن سائنسدان ولیم کونارڈ رونتجن (Willem Conard

(Rontgen)(۱۸۴۵ء۔۱۹۲۳ء) نے کی۔ ایکس ریز ایسی شعاعیں ہیں جو کچھ ٹھوس چیزوں سے گزر سکتی ہیں۔ گو یہ نظر نہیں آتیں لیکن خاص قسم کی فوٹوگرافک پلیٹ کو ضرور متاثر کر سکتی ہیں ایکس ریز کی دریافت کے فوراً بعد ہی یورپ وامریکہ میں سائنسدانوں نے بڑے جوش و خروش سے اسکو مختلف کاموں میں استعمال کرنا شروع کیا ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کی تصویریں لے کر ان کی مدد سے ان کو ٹھیک جگہ پر بیٹھانے کے عمل میں ایکس ریز نے بڑی مدد کی ولیم برڈ فورڈ کین (Willam Bard Ford Can) (۱۸۷۱ء سے ۱۹۴۵ء تک) نے امریکہ میں پہلی دفعہ ایکس ریز کو جسم کے اندرونی اعضاء کے افعال معلوم کرنے کے لئے استعمال کیا اس کے بعد سے تو اس علم میں اتنی ترقی ہوئی کہ بدن کے ہر ساخت اور فعل کا علم اس کے ذریعہ ہو سکتا ہے موجودہ دور میں سرجن ایکس ریز سے تشخیص میں بہت مدد لیتا ہے۔ مریض کو بغیر کوئی دوا دیئے عام طور سے ہڈیوں اور پھیپھڑوں کی ایکس ریز تصویروں سے ان کے متعلق بہت کچھ معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسی دوائیں کھلا کر انجکشن کے ذریعہ بدن میں داخل کر کے جن کے ایکس ریز گزر سکیں، اندرونی اعضا میں سے اکثر وبیشتر کے متعلق مفید معلومات حاصل کی جاتی ہیں کبھی خالی جگہ پر ہوا یا آکسیجن داخل کر کے بھی ایکس ریز تصویریں لی جاتی ہیں غرض ایکس ریز سے سرجن کو گویا کہ ایک تیسری آنکھ حاصل ہو گئی ہے، جس کی مدد سے وہ جسم کے اندر کے حالات کا مشاہدہ کر سکتے ہیں اس طرح آپریشن کرنے سے پہلے ہی مرض کی نوعیت کے بارے میں اسے بہت کچھ معلوم ہو جاتا ہے یہی نہیں بلکہ آپریشن کے دوران بھی وہ ایکس ریز کی مدد لے سکتا ہے۔ اب تو یہ بھی ممکن ہو گیا ہے کہ آپریشن کے ساتھ ساتھ سرجن ایکس ریز تصویریں اپنے سامنے رکھے ہوئے ٹیلی ویژن سیٹ پر دیکھ سکے۔ خون کی نالیوں (وریدوں) کے ذریعہ رقیق اشیاء بدن میں داخل کرنے کا رواج بیسویں صدی میں ہوا اور اس طرح سے یہ ممکن ہو سکا کہ کئی کئی دن تک مریض کو غذا دیئے بغیر پانی اور وہ تمام اشیاء جو زندگی کے لئے ضروری ہوں، مثلاً نمک، پوٹیشیم، کیلشیم اور وٹامن وغیرہ دیئے جاسکیں۔ دوسرے انسان کا خون بھی جو مریض کے خون سے مطابقت رکھتا ہوں، اسی ذریعہ سے دیا جاسکتا ہے۔ یہ ان حالات میں ضروری ہوتا ہے جب مرض یا آپریشن کی وجہ سے مریض میں خون کی کمی ہو جائے۔ اس طریقہ علاج نے، جسے درون وریدی معالجہ کہتے ہیں، سرجری کو بہت محفوظ بنا دیا ہے۔ درون وریدی معالجہ کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ اگر مریض کے بدن کا پانی (جو مردوں کے کل وزن کے آدھے حصے سے بھی زیادہ ہوتا ہے اور عورتوں کے کل وزن کا نصف کے قریب ہوتا ہے) کم ہو جائے تو اسکا سب سے بڑا اثر یہ ہوگا کہ خون کی مقدار کم ہو جائے گی اور جتنا خون، ہر دھڑکن کے ساتھ دل سے رگوں کے ذریعہ سارے بدن میں جاتا ہے اس کی مقدار بھی کم ہو جائے گی۔ اس سے خون کا دباؤ یا بلڈ پریشر کم ہو جائے گا اور خون کے سرخ جسموں کے ساتھ جتنی آکسیجن بدن کے مختلف

حصوں میں پہنچتی ہے اس میں کمی ہو جائے گی۔ اس سے خون کا دباؤ یا بلڈ پریشر کم ہو جائے گا اور خون کے سرخ جسموں کے ساتھ جتنی آکسیجن بدن کے مختلف حصوں میں پہنچتی ہے اس می کمی ہو جائے گی اگر اس کمی کو بروقت پورا نہ کیا جائے تو اعضاء رئیسہ شدید طور پر مجروح ہو کر مریض کی ہلاکت کا باعث بن سکتے ہیں۔ پانی کی یہ کمی کئی حالتوں میں ہو سکتی ہے۔ مثلاً طویل فاقہ، قے، دست، بری طرح جل جانے یا بدن سے بہت سا خون نکل جانے سے یہ خطرناک صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ جب سے یہ اصول دریافت ہوا اس وقت سے معالجین کی توجہ اس پر ہے کہ اول تو پانی کی کمی کو ہونے ہی نہ دیا جائے اور اگر یہ ہو بھی جائے تو جلد از جلد اس کا تدارک بھی کیا جاسکے۔ دروں وریدی معالجہ کی بنیاد یہی کوشش ہے اس طریقۂ علاج سے وہ آپریشن جن میں خون کی بڑی مقدار کے ضائع ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ اور جن کا کیا جانا ناممکن تھا، اب آسانی کیے جاسکتے ہیں۔ دروں وریدی معالجہ آپریشن سے پہلے آپریشن کے دوران اور آپریشن کے بعد بھی کیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ اس کی ضرورت ہو۔

اس میں شک نہیں کہ لسٹر کی جراثیم کش سرجری اور اس کے بعد بغیر جراثیم سرجری کے طریقوں نے آپریشن کے ذریعہ علاج کو بڑی حد تک محفوظ بنا لیا تھا لیکن ان مریضوں کا مسئلہ بدستور باقی تھا جن کے بدن میں پہلے ہی سے جراثیم موجود ہیں۔ یہ جراثیم بھی خطرناک حد تک نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس کی ایک مثال جوڑوں یک ٹی۔بی (دق) کی ہے۔ اگر بدن کے کسی جوڑ میں ٹی۔بی کی وجہ سے مواد پڑ جائے تو آپریشن کے ذریعے یہ مواد بحفاظت نکالا جاسکتا ہے۔ لیکن مواد کے نکل جانے کے بعد ٹی۔بی کے جراثیم بدن میں رہ کر مزید نقصان پہنچا سکتے ہیں ضرورت اس بات کی تھی کہ ایسی کوئی ترکیب نکالی جائے جس سے کہ بدن کے اندر جراثیم کو ختم کیا جاسکے۔ بیسویں صدی کے شروع میں، جرمن محقق پال اہرلچ (Paul Ehrlich) (۱۸۵۴ء سے ۱۹۱۵ء) نے ایک دوا سالورسن SalVarsan ایسی نکالی جس کے استعمال سے بدن کے اندر موجودہ آتشک کے جراثیم ختم کئے جاسکتے تھے۔ اس کے بعد ۱۹۳۲ء میں ایک جرمن محقق "گرہارڈ ڈمک" (Gerhard Domach) نے ایک دوا پرانٹرسل (Prontosil) نکالی' جس کے متعلق اس نے دعویٰ کیا کہ وہ اسٹرپٹیو کاکل (Strep to Coc-cal) جراثیم کے دفیعہ کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد فرانسیسی محققین نے یہ بتایا کہ اس دوا کا ایک جزو سلفانیلامائڈ (Sulfanilamide) ہے اور دراصل یہی جزو جراثیم کش ہے۔ انگلستان کے سائنسدان الگزنڈر فلیمنگ (Allexeder Fleming) (۱۸۸۱ء سے ۱۹۵۱ء) نے ۱۹۸۲ء میں یہ مشاہدہ کیا کہ پھپھوندی میں ایک ایسا جزو ہے جس سے جراثیم ہلاک کئے جاسکتے ہیں یہ جزو پینسلین (Penicillin) ہے اس کے دس بارہ برس بعد آکسفورڈ یونیورسٹی کے ہاورڈ فلوری (Howard Florely) (پیدائش ۱۸۹۹ء) نے پینسلین کو خالص

شکل میں حاصل کر لیا اور یہ ثابت کر دیا کہ اسے انجکشن کے ذریعہ بدن میں داخل کر کے بہت سے جراثیم پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ دوق کے جراثیم پر کوئی اثر نہیں ڈالتی تھی۔ ۱۹۴۴ء میں سلمن واکسین (Salman Wak-son) (پیدائش ۱۸۸۸ء) اور ان کے ساتھیوں نے لسٹر پٹیومائیسن کی دریافت کی اور اس کا ثبوت پیش کیا کہ یہ دوا دق کے جراثیم کے خلاف بھی کارگر ہو سکتی ہے اس کے بعد تو بہت سی جراثیم کش دوائیں تیار ہوئیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔

ان دریافتوں سے طب اور سرجری میں بڑا نقلاب آگیا۔ وہ بیماریاں، جیسے دق اور آتشک جو پہلے تقریباً لاعلاج سمجھی جاتی تھی، اب قابو میں آگئی۔ اسی طرح اور بھی بہت سی ایسی بیماریاں جن میں جراثیم یاان کا زہر بدن میں پھیل کر مریض کو ہلاک کر دیتا تھا۔ اب قابل علاج ہوگئیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ سرجری کے فن میں ایسی ترقی ہوئی کہ اس کی مختلف شاخیں بن گئیں ہیں اور ہر شاخ کے الگ الگ ماہرین ہیں۔ فی الحال سرجری کی مندرجہ ذیل شاخیں ساری دنیا میں رائج ہیں :-

۱۔ آنکھ کی سرجری

۲۔ کان، ناک اور حلق کی سرجری

۳۔ نخاع اور اعصاب کی سرجری

۴۔ سینہ کے اندر کی سرجری

۵۔ ہڈیوں اور جوڑوں کی سرجری

۶۔ اعضائے پیشاب اور اعضائے تناسل کی سرجری

۷۔ رحم اور متعلق اعضاء کی سرجری

۸۔ پلاسٹک سرجری

۹۔ جنرل سرجری جس میں ان تمام اعضائے بدن کی سرجری شامل ہے جو اوپر کی فہرست میں نہیں آتے۔ مثلاً معدہ، آنتیں، جگر، پتا، تلی، لبلبہ، پستان، اور بدن کے دوسرے غدود۔

اوپر لکھی ہوئی شاخوں کے علاوہ اور بھی چھوٹی چھوٹی شاخیں برابر نکل رہی ہیں مثلاً بعض سرجن صرف بچوں کا علاج کرتے ہیں۔ بعض ہاضمی اعضا کی سرجری کرتے ہیں۔ بعض صرف ان غدودوں کی جن سے اندرونی افراز نکل کر براہ راست خون میں شامل ہوجاتا ہے جیسے تھائی رائڈ غدود وغیرہ۔

سرجری کے فن میں اتنی ترقی ہوئی ہے کہ آج کل کے سرجن کو تشریح، فعلیات، امراض، ادویات اور معالجات کے علوم میں بھی مہارت حاصل کرنا ہوتی ہے ان علوم میں مہارت کی روایت جدید سرجری کرنے والوں کو ان جلیل القدر علماء سرجری سے ملی ہے جن کا ذکر اوپر آیا ہے۔ مثلاً سسشوت، بقراط، زہراوی اور ہنٹر۔

سائنس کی تدریس

مصنفین: ڈی این شرما۔ آر سی شرما　　مترجم: غلام دستگیر

بیورو میں تمام مضامین کی تدریس پر الگ کتابیں تیار کی جارہی ہیں چند شائع ہو چکی ہیں۔ بقیہ تیاری کے مختلف مراحل میں ہیں۔ یہ کتابیں خاص طور پر زیر تربیت اساتذہ کے استعمال کے لئے ہیں۔ تربیت یافتہ اساتذہ بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔

صفحات ۴۳۱　　قیمت ۳/= روپے

اردو کتابوں پر مغربی بنگال اردو اکاڈمی کے انعامات

ہندستان گیر پیمانے پر مطبوعہ اردو کتابوں پر انعامات۔

1۔ تین ہزار روپے کا انعام

(الف) حیدر آباد میں اردو کی ترقی (تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے)۔ (تحقیق و تنقید) مصنف ڈاکٹر سید مصطفےٰ کمال

2۔ دو ہزار روپے کا انعام

(الف) اردو شاعری میں دوھے کی روایت (تحقیق و تنقید) مصنف ڈاکٹر سمیع اللہ انصاری۔

3۔ ڈیڑھ ہزار روپے کے انعامات

(الف) میثاق (تخلیق ادب) مصنف قاضی حسن رضا۔

(ب) انجمن ترقی اردو ہند کی علمی و ادبی خدمات (تحقیق و تنقید) مصنف ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب۔

(ج) کمپیوٹر اور ہم (سائنس اور تکنیک) مصنف عبدالباری مومن

4۔ ایک ہزار روپے کا انعام

(الف) طلسمی گھوڑا مصنف فہم یوسف انصاری (ادبیات اطفال)

5۔ پانچ پانچ سو روپے کے انعامات

(1) دوسرا کمرہ — مصنف زاہدہ زیدی

(2)۔ متاع آخر شب — مصنف محسن زیدی

(3)۔ لہو ترنگ — مصنف احسن راشد

(4)۔ بن پاکھی — مصنف گربچن سنگھ

(5)۔ شبلی نعمانی کے مقالات کا تنقیدی جائزہ مصنف ڈاکٹر شیخ عبدالرحیم انصاری۔

(6)۔ نقد سخن — مصنف ڈاکٹر ارتضیٰ رضوی

(7)۔ جنوبی و شمالی ہند کی تاریخی مثنویاں (تحقیقی و تنقیدی مطالعہ) مصنف کندن لال کندن

(8)۔ حرف حرف چہرے مصنف ڈاکٹر رفیعہ شبنم

(9)۔ تلاش آزاد — مصنف عبدالقوی دسنوی

(10)۔ قطب مشتری — مصنف ڈاکٹر طیب انصاری

(11)۔ مخدوم محی الدین کی شاعری کا تنقیدی جائزہ مصنف ڈاکٹر منصور عمر

(12)۔ اردو ادب میں تلمیحات — مصنف ڈاکٹر مصاحب علی صدیقی

(13)۔ آزادی کے بعد دہلی میں طنز و مزاح — مصنف ڈاکٹر مظفر حنفی

(14)۔ مجبور سشمی کی شاعری — مصنف ڈاکٹر محمد اقبال وارث

(15)۔ کرشن چندر کی افسانہ نگاری — مصنف ڈاکٹر شفیق اعظمی

(16)۔ عرفان آگہی — مصنف ڈاکٹر خورشید نعمانی ردولوی

(17)۔ رفعت سروش شخصیت و فن — مصنفہ ڈاکٹر رضیہ حامد

(18)۔ بیرونی مشاہیر ادب اور حیدر آباد مصنفہ ڈاکٹر سید داؤد اشرف

(19)۔ قلم کے سفیر — مصنف رفعت سروش

(20)۔ تلاش فن — مصنف ڈاکٹر یونس اگاسکر

مغربی بنگال میں 1990 کی مطبوعہ اردو کتابوں پر انعامات

1۔ تین ہزار روپے کا انعام

(الف) خواب خواب زندگی — مصنف علقمہ شبلی

2۔ دو ہزار روپے کے انعامات

(الف) بازیافت پرویز شاہدی — مصنف ڈاکٹر رئیس انور

(ب) لہو کے چراغ — مصنف عاشق فیض آبادی

3۔ ڈیڑھ ہزار روپے کے انعامات

(الف) ابتداء — مصنف عشرت بیتاب

(ب) سنسان جنگلوں کا راستہ — مصنف شبیر اختر

(ج) سید عبدالرحیم ہندستانی فٹ بال کا مسیحا — مصنف ایف انصاری

ناشروں کو انعامات

(الف) کثیر تعداد میں معیاری، علمی اور ادبی کتابوں کی اشاعت پر ایک

ریاستی حکومتوں کے سامنے قومی اردو کونسل کی تجاویز

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے نائب چیئرمین ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نے تمام وزراء اعلی کو ایک خط لکھ کر ان کی ریاستوں میں اردو کی ترقی اور فروغ کے لیے گجرال کمیٹی کی روشنی میں تجاویز پیش کی ہیں اور ان سے درخواست کی ہے کہ وہ کونسل کو ان اقدامات سے آگاہ کریں جو ان کی حکومتوں نے اردو کے فروغ کے لیے کئے ہیں۔ اس خط میں کہا گیا کہ بہار اور اترپردیش نے اردو کو دوسری سرکاری زبان بنانے والے قوانین پاس کئے تھے۔ آندھرا پردیش نے بھی ایک قانون پاس کر کے اردو کو آٹھ اضلاع میں دوسری سرکاری زبان بنا دیا ہے۔ ڈاکٹر گوڑ چاہتے ہیں کہ ان قوانین کی کاپیاں انھیں فراہم کی جائیں۔ ڈاکٹر گوڑ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ ہمیں اس نوٹیفکیشن کی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے جس کے تحت یہ طے کیا گیا تھا کہ اردو کو کن کن انتظامی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ ساتھ ہی ساتھ ہمیں اس پیمانے کا بھی پتہ چلنا چاہیے جو اردو والے علاقوں کا تعین کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر گوڑ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ ریاستوں کی تشکیل نو سے متعلق کمیشن نے یہ سفارش کی تھی کہ اگر کسی میونسپلٹی میں 30 فیصد یا اس سے زیادہ علاقہ لسانی اقلیت پر مشتمل ہو تو اسے دو لسانی علاقہ قرار دیا جانا چاہیے۔ خط کے مطابق گجرال کمیٹی کی سفارشات میں کہا گیا ہے کہ ایک ایسی ریاست یا ضلع میں جس کی آبادی کا دس فیصد یا اس سے زیادہ حصہ مقامی سرکاری زبان کے علاوہ کوئی دوسری زبان بھی بولتا ہے تو اس ریاست یا ضلع میں لسانی اقلیت کے طلبہ و طالبات کو اپنی زبان میں امتحان دینے کی اجازت ہونی چاہیے۔ گجرال کمیٹی نے دیگر باتوں کے علاوہ یہ سفارش بھی کی ہے کہ جن علاقوں میں اردو بولنے والوں کی تعداد دس فیصد یا اس سے زیادہ ہو اردو میڈیم اسکول کھولا جانا چاہیے یا اردو میڈیم کے کلاس چلائی جانی چاہیے۔

ہزار روپے کا انعام۔
موڈرن پبلشنگ ہاؤس، گولہ مارکیٹ نئی دہلی کو دینے کا فیصلہ کیا گیا۔
(ب) اردو کی نفیس طباعت پر پانچ پانچ سو کے انعامات
(1)۔ مٹی کے حوالے مصنف پبلیکیشن، مالیگاؤں
(2)۔ خواب خواب زندگی شہریار برادرس پبلیکیشن کلکتہ
مغربی بنگال گورنرس اردو خطاطی ایوارڈ برائے 1994 اور 1995
مغربی بنگال اردو اکادمی نے کل ہند پیمانے پر مغربی بنگال گورنرس اردو خطاطی اوارڈ برائے 1994 اور 1995 کے موصولہ نمونوں میں سے بہترین نمونوں کی بنیاد پر 1994 کے لئے۔ جناب یامین قاسمی (میرٹھ) اور جناب عبد الحنان (کلکتہ) کو مشترکہ طور پر انعام کا مستحق قرار دیا ہے جبکہ 1995 کے لئے جناب محمد کلیم الدین سلمان (حیدر آباد) کو منتخب کیا ہے۔

اول الذکر انعام یافتگان کے درمیان انعام کی رقم مساوی طور پر تقسیم کی جائے گی اور ان کی خدمت میں مبلغ ڈھائی ہزار روپیے فی کس مع سند پیش کیے جائیں گے جبکہ 1995 کے انعام یافتہ کی خدمت میں مبلغ پانچ ہزار روپیے مع سند پیش کئے جائیں گے۔

ریاستی اردو اکاڈمیوں کے نام

محترمی تسلیم!

میں نے حال میں ہی "قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان" کے ڈائرکٹر کا عہدہ سنبھالا ہے۔ دوسرے اہم فرائض کے علاوہ اردو اکاڈمیوں سے رابطہ کے اہم کام کو میں مرکزی اہمیت کا حامل سمجھتا ہوں۔ اس لیے کہ اردو اکاڈمیوں نے اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت کے لیے اپنے اپنے دائرے کار میں لاجواب خدمات انجام دئے ہیں اور اس ضمن میں ان کی دین ہمہ نوع رہی ہے۔ میری رائے ہے کہ "قومی اردو کونسل"، کو مستقبل کے لیے اپنا لائحہ عمل مرتب کرتے وقت ریاستی اردو اکاڈمیوں کے ثروت مند تجربات سے مستفیذ اور مستفیض ہونا چاہیے۔

آپ کی ریاستوں میں اردو زبان کی سرگرمیوں کے کئی حلقے ہیں جہاں "قومی اردو کونسل "مصروف کار ہے۔ ان میں عربی اور فارسی کے اداروں کو مختلف کاموں کے لیے عطیات کی فراہمی، اردو کے رضاکار اداروں کو مالی تعاون اور مطبوعات کی اشاعت کے لیے جزوی مالی تعاون کے علاوہ اردو کتابوں کی بڑے پیانے پر خریداری اور مختلف اداروں کو ان کی مفت فراہمی کے کام بھی شامل ہیں۔

مجھے مسرت ہوگی اگر اردو اکاڈمیوں کے سکریٹری حضرات ان کاموں کی انجام دہی میں قومی اردو کونسل کا ہاتھ بٹائیں۔ بہتر ہوگا کہ اپنی ریاستوں میں ریاستی اردو اکاڈمیاں ہمارے پروگرام کی بھی نگرانی کریں اور ان کے نفاذ اور عمل آوری کے معاملات میں پیش رفت اور کوتاہی سے ہمیں باخبر رکھیں تاکہ ان کی روشنی میں قومی اردو کونسل اپنی ترجیحات بہتر طور پر طے کر سکے۔

ریاستی اردو اکاڈمیوں کی ایک نشست ستمبر 1997 کے وسط میں منعقد ہونے کی توقع ہے۔ اس ضمن میں سکریٹری حضرات کو علیحدہ سے مراسلے لکھے گئے ہیں۔ آپ سے استدعا ہے کہ اس نشست میں آپ ضرور تشریف لائیں تاکہ مذکورہ بالا نکات پر بھی غور کیا جائے۔ اگر آپ اس درمیان دہلی تشریف لائیں تو راقم الحروف سے رابطہ کیجیے اس رابطہ باہمی سے اردو کے کاز کو تقویت ملے گی۔

مخلص

ڈاکٹر ایم۔ حمید اللہ بھٹ

(ڈائرکٹر' قومی اردو کونسل')

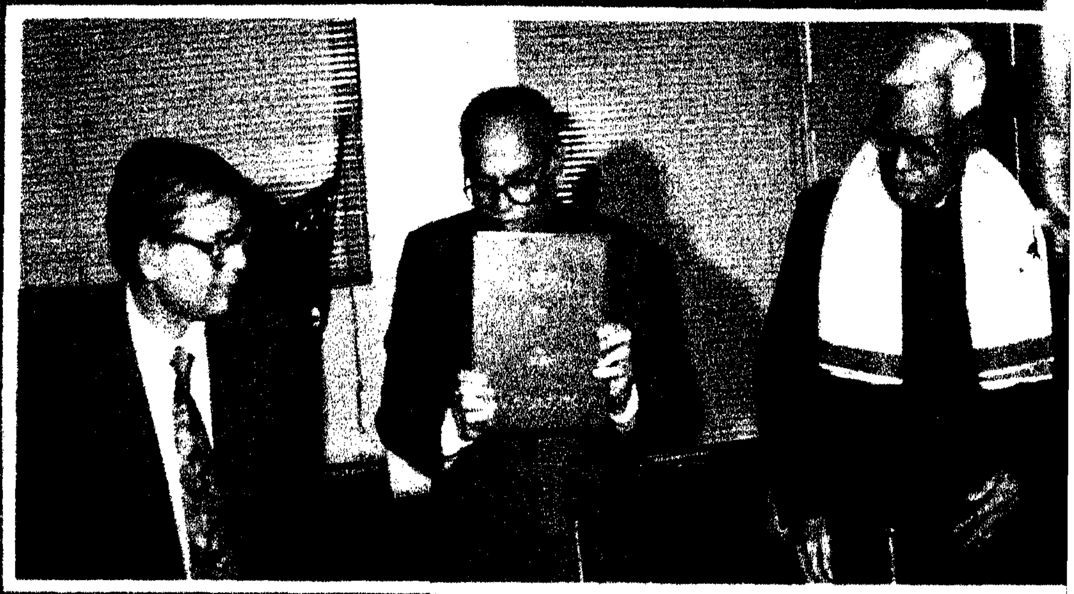

آزادی کی 50ویں سالگرہ پر خصوصی پروگرام ۱

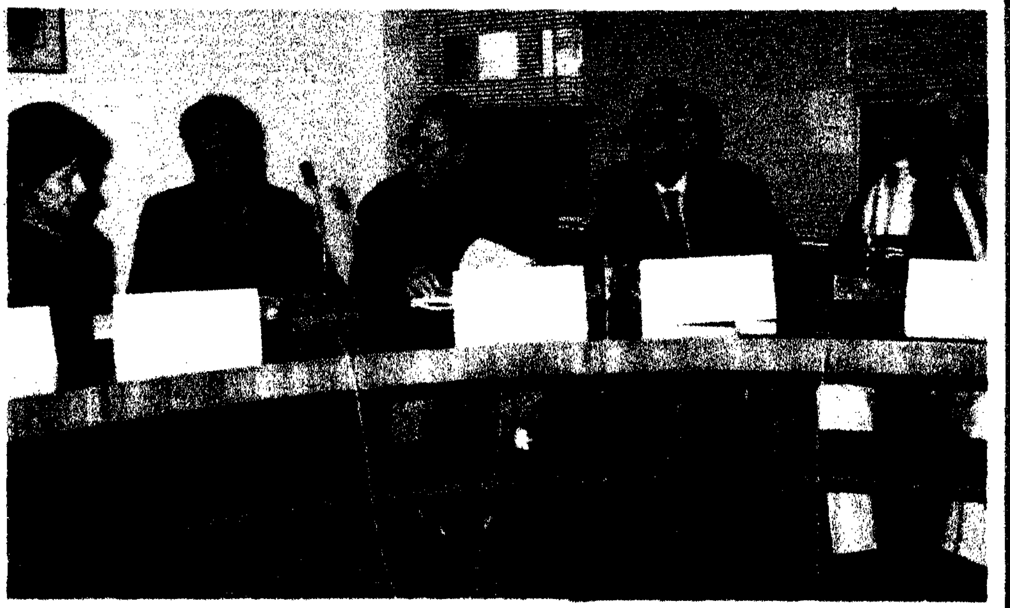

URDU DUNIYA - Quarterly - July,August,September 1997

News letter of National Council for Promotion of Urdu Language an autonomous body

Under Department of Education Ministry of H.R.D. Government of India. New Delhi